﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 17 | جمعۃ المبارک 02/جولائی 2010ء — 19/رجب 1431 ہجری قمری ❁ 02/وفا 1389 ہجری شمسی | شمارہ 27

جنہوں نے عہد سچ کر دکھایا

جب آیت رِجَالٌ صَدَقُوا (الاحزاب:24) نازل ہوئی۔اس میں ان مردان خدا کا تذکرہ تھا جنہوں نے اللہ سے اپنے عہد سچ کر دکھائے اور اپنی منتیں پوری کیں اور کچھ ہیں جو انتظار میں ہیں۔ رسول خداﷺ نے حضرت طلحہؓ سے فرمایا کہ اے طلحہ!تم بھی ان خوش نصیب مردان وفا میں شامل ہو جو اپنی قربانی پوری کرنے کے انتظار میں ہیں۔
(فتح الباری شرح بخاری زیر آیت احزاب:24۔طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 218)

اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے۔اِس سے اُس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔

یہ مت سمجھو کہ جس کو ہمّ و غم پہنچتا ہے وہ بدقسمت ہے۔نہیں۔خدا اُس کو پیار کرتا ہے

ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب وغریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے

”اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو ایک حالت میں رکھ سکتا تھا۔مگر بعض مصالح اور امور ایسے ہوتے ہیں کہ اس پر بعض عجیب وغریب اوقات اور حالتیں آتی رہتی ہیں۔ان میں سے ایک ہمّ وغم کی بھی حالت ہے۔ان اختلاف حالات اور تغیر وتبدیل اوقات سے اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتیں اور اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔کیا اچھا کہا ہے۔

اگر دنیا بیک دستور ماندے بسا اَسرارہا مستور ماندے

جن لوگوں کو کوئی ہمّ وغم دنیا میں نہیں پہنچتا اور جو بجائے خود اپنے آپ کو بڑے ہی خوش قسمت اور خوشحال سمجھتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسرار اور حقائق سے ناواقف اور ناآشنا رہتے ہیں۔اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مدرسوں میں سلسلہ تعلیم کے ساتھ یہ بھی لازم رکھا گیا ہے کہ ایک خاص وقت تک لڑکے ورزش بھی کریں۔اس ورزش اور قواعد وغیرہ سے جو سکھائی جاتی ہے سررشتہ تعلیم کے افسروں کا یہ منشاء تو ہو نہیں سکتا کہ ان کو کسی لڑائی کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وقت ضائع کیا جاتا ہے اور لڑکوں کا وقت کھیل کود میں دیا جاتا ہے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اعضاء جو حرکت کو چاہتے ہیں اگر ان کو بالکل بیکار چھوڑ دیا جائے تو پھر ان کی طاقتیں زائل اور ضائع ہو جاویں اور اِس طرح پر اُس کو پورا کیا جاتا ہے۔بظاہر ورزش کرنے سے اعضاء کو تکلیف اور کسی قدر تکان اُن کی پرورش اور صحت کا موجب ثابت ہوتی ہے۔اسی طرح پر ہماری فطرت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ تکلیف کو بھی چاہتی ہے تا کہ تکمیل ہو جاوے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی ہوتا ہے جو وہ انسان کو بعض اوقات ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے۔اِس سے اُس کی رضا بالقضا اور صبر کی قوتیں بڑھتی ہیں۔جس شخص کو خدا پر یقین نہیں ہوتا اُن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر گھبرا جاتے ہیں اور وہ خودکُشی میں آرام دیکھتا ہے۔مگر انسان کی تکمیل اور تربیت چاہتی ہے کہ اس پر اس قسم کی ابتلا آویں اور تا کہ اللہ تعالیٰ پر اس کا یقین بڑھے۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن جن کو تفرقہ اور ابتلا نہیں آتا ان کا حال دیکھو کہ کیسا ہوتا ہے۔وہ بالکل دنیا اور اس کی خواہشوں میں منہمک ہو گئے ہیں۔ان کا سر اُوپر کی طرف نہیں اٹھتا۔خدا تعالیٰ کا ان کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعلیٰ درجہ کی خوبیوں کو ضائع کر دیا اور بجائے اس کے ادنیٰ درجہ کی باتیں حاصل کیں۔کیونکہ ایمان اور عرفان کی ترقی ان کے لئے وہ راحت اور اطمینان کا سامان پیدا کرتے جو کسی مال و دولت اور دُنیا کی لذّت میں نہیں ہیں۔مگر افسوس کہ وہ ایک بچہ کی طرح آگ کے انگارہ پر خوش ہو جاتے ہیں اور اس کی سوزش اور نقصان رسانی سے آگاہ نہیں۔لیکن جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور جن کو ایمان اور یقین کی دولت سے مالا مال کرتا ہے اُن پر ابتلا آتا ہے۔

جو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلا نہیں آیا وہ بدقسمت ہیں۔وہ ناز و نعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ان کی زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی۔خدا کی حمد و ثنا اس پر جاری نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لئے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لئے ہیں۔پھر اُن کو خوشی اور راحت کہاں سے میسر آتی ہے۔یہ مت سمجھو کہ جس کو ہمّ وغم پہنچتا ہے وہ بدقسمت ہے۔نہیں۔خدا اُس کو پیار کرتا ہے۔جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جرّاحی کا عمل ضروری ہے۔غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقع شدہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب وغریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دُعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے“۔ (ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 147-146)

اللہ تعالیٰ پاکستانی احمدیوں کو ثبات قدم عطا فرمائے۔ان کی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ان کو خارق عادت طور پر نشان دکھائے

پاکستان میں احمدیوں کے لئے نہایت تنگ حالات کے پیش نظر احباب جماعت کو دعاؤں کی خاص تاکید

لاہور میں شہادت پانے والے 19 مزید شہداء کی شہادت کے واقعات اور ان کے خصائل حمیدہ پر مشتمل ذکر خیر۔

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا خطبہ جمعہ سے افتتاح۔اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسہ کو بابرکت فرمائے۔جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے اہم نصائح۔

(منہائم جرمنی۔25جون) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ منہائم جرمنی میں ارشاد فرمایا جہاں آج حضور انور کے خطبہ کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ جلسے کا آغاز ہوا۔حضور ایدہ اللہ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسہ کو بابرکت فرمائے۔ یہ جلسہ اپنی تمام تر برکات کے ساتھ ہمارے ایمانوں میں تازگی پیدا کرنے والا اور ایک نئی روح پھونکنے والا ہو۔

حضور نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان مقاصد کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں جن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسے کا انعقاد فرمایا تھا اور وہ مقاصد تھے کہ بیعت کی حقیقت کو سمجھ کر ایمان اور یقین میں ترقی کرنا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تمام دنیاوی محبتوں پر حاوی کرنا، نیکیوں میں ترقی کرنا اور قدم آگے بڑھانا، علمی، تربیتی اور روحانی تقاریر سن کر علم و معرفت میں ترقی کرنا، آپس میں محبت، پیار اور بھائی چارے کا تعلق قائم کرنا اور پھر ان رشتوں کو بڑھاتے چلے جانا۔ سال کے دوران ہم سے رخصت ہونے والے بھائی ہیں، بہنیں ہیں ان کے لئے دعائیں کرنا جو اپنا عہدِ بیعت نبھاتے ہوئے ہم سے جدا ہوئے۔ پس ان تین دنوں میں ان مقاصد کو پیشِ نظر رکھیں، تبھی ہم اس جلسے کے انعقاد کی برکات سے فیض پا سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان مقاصد کے حصول کے لئے آپ اپنے ان تین دنوں میں خاص طور پر اپنی حالتوں کو بدلنے کی کوشش بھی کریں اور دعا بھی کریں۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں اپنے لئے دعا کر رہے ہوں وہاں یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے ہر فرد کو، دنیا کے کسی بھی کونے میں وہ رہتا ہو، اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے۔ خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔ پاکستان میں آج کل جماعت پر حالات تنگ سے تنگ تر کئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مخالفین کو کھلی چھٹی دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستانی احمدیوں کو بھی ثباتِ قدم عطا فرمائے۔ ان کے ایمان کو مضبوط رکھے، ان کو ہر شر سے بچائے۔ ان کی قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ان کو خارق عادت طور پر نشان دکھائے۔

حضور نے احباب کو نصیحت فرمائی کہ جلسہ کے انتظامات کو بہتر طور پر انجام دینے کے لئے کارکنان سے مکمل تعاون کریں اگر کوئی کارکن کسی مہمان کو اس طرف توجہ دلاتا ہے تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں نہ کہ کسی بات پر ناراض ہو جائیں۔

حضور نے فرمایا کہ سیکیورٹی کے انتظام سے خاص طور پر مکمل تعاون کریں۔ دس مرتبہ بھی آپ کو اپنے آپ کو چیک کرانے کے لئے پیش کرنا پڑے تو پیش کریں۔ یہ آپ کی ہتک یا کسی قسم کے شک کی وجہ سے نہیں ہوگا بلکہ آپ کی حفاظت کے لئے ہے۔ اسے اَنا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ کسی کے ساتھ اگر کوئی مہمان بھی آ رہا ہے تو اسے اسی صورت میں اجازت ہو گی جب انتظامیہ کی طرف سے اجازت ہوگی اور ان کی تسلی ہو گی۔ یا جو بھی انتظامیہ نے اس کے لئے طریقہ کار مقرر کیا ہوا ہے اس سے گزرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور جلسہ سے حتی المقدور زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ خطبات کے مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے 19 مزید شہدائے لاہور کا ذکر فرمایا جنہوں نے اپنی جان کی قربانیاں دے کر ہماری سوچوں کے نئے راستے متعین کر دیئے ہیں۔

آج کے خطبہ میں حضور ایدہ اللہ نے حسب ذیل شہداء کا ذکر فرمایا:۔

مکرم خلیل احمد صاحب سولنگی شہید ابن مکرم نصیر احمد سولنگی صاحب، مکرم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب شہید ابن مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب، مکرم چوہدری حفیظ احمد کاہلوں صاحب ایڈووکیٹ شہید ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی، مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب شہید ابن مکرم چوہدری نثار احمد صاحب، مکرم اعجاز الحق صاحب شہید ابن مکرم رحمت حق صاحب، مکرم شیخ ندیم احمد طارق صاحب شہید ابن مکرم شیخ محمد منشاء صاحب، مکرم عامر لطیف پراچہ صاحب شہید ابن مکرم عبداللطیف پراچہ صاحب، مکرم مرزا ظفر احمد صاحب شہید ابن مکرم مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب، مکرم مرزا محمود احمد صاحب شہید ابن مکرم اکبر علی صاحب، مکرم شیخ محمد اکرم اطہر صاحب شہید ابن مکرم شیخ شمس الدین صاحب، مکرم مرزا منصور بیگ صاحب شہید ابن مکرم مرزا سرور بیگ صاحب، مکرم میاں محمد منیر احمد صاحب شہید ابن مکرم مولوی عبدالسلام صاحب عمر، مکرم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب شہید ابن مکرم چوہدری یوسف خان صاحب، مکرم ارشد محمود بٹ صاحب شہید ابن مکرم محمود احمد بٹ صاحب، مکرم محمد حسین ملہی صاحب شہید ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب، مکرم مرزا محمد امین صاحب شہید ابن مکرم حاجی عبدالکریم صاحب، مکرم ملک زبیر احمد صاحب شہید ابن مکرم ملک عبدالرشید صاحب، مکرم چوہدری محمد نواز صاحب شہید ابن مکرم چوہدری غلام رسول ججہ صاحب، مکرم شیخ مبشر احمد صاحب شہید ابن مکرم شیخ حمید احمد صاحب۔

حضور ایدہ اللہ نے ان تمام شہداء کی شہادت کے واقعات اور ان کی مختلف نیکیوں اور خوبیوں کا بہت ہی دلگداز ذکر فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب شہداء کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے بیوی بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ جن کے والدین حیات ہیں انہیں بھی ہمت اور حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی نسلوں کے ایمانوں کو بھی مضبوط رکھے اور آئندہ نسلیں بھی صبر و استقامت کے ساتھ دین پر قائم رہنے والی ہوں۔

اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو

بھولے گا نہ وہ لمحۂ شورِ قیامت
پھٹتا ہے جگر لکھوں جو تفصیلِ شہادت
کس کس کا لہو تھا جو سرِ فرشِ عبادت
بہتا تھا اٹھائے ہوئے اِک بارِ امانت
ہر قطرۂ خوں سے چھلکتی تھی اطاعت
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو
بہتے ہوئے اشکوں سے مَیں دیتا ہوں سلامی

یہ روزِ قیامت ہے سناتے رہے قاتل
بارود تھا ہاتھوں میں چلاتے رہے قاتل
پھر گولیاں سینوں پہ سجاتے رہے قاتل
بے خوف و خطر خون بہاتے رہے قاتل
چھینٹے جو لہو کے تھے اڑاتے رہے قاتل
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو
بہتے ہوئے اشکوں سے مَیں دیتا ہوں سلامی

ہنستے ہوئے ہونٹوں سے پیا جام شہادت
مقبول ہوئی عرش پہ کیا خوب عبادت
اک جَست میں پا گئے پہلوں کی رفاقت
سکھلا گئے دنیا کو عجب طرزِ شجاعت
یہ شان تمہاری تھی مسیحا کی کرامت
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو
بہتے ہوئے اشکوں سے مَیں دیتا ہوں سلامی

وہ نورِ یقیں تھا کہ دمکتا تھا جبیں پر
جاں وار دی قائم رہے دینِ متیں پر
کل تک تو رہا کرتے تھے آپ زمیں پر
رتبے ہیں بلند آج مگر عرشِ بریں پر
کیوں ناز فرشتے نہ کریں ایسے مکیں پر
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو
بہتے ہوئے اشکوں سے میں دیتا ہوں سلامی

توحیدِ حقیقی کے پرستار ہوئے تم
پھر دینِ محمدؐ کے وفادار ہوئے تم
قرآن کی عظمت کے علمدار ہوئے تم
مہدیؑ کی محبت میں گرفتار ہوئے تم
بس جرم یہی تھا جو سزاوار ہوئے تم
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو
بہتے ہوئے اشکوں سے مَیں دیتا ہوں سلامی

رنگ لائے گا جب آپ کا خوں دیکھے گی دنیا
مٹ جائے گا ظالم کا جنوں دیکھے گی دنیا
مُلّاؤں کا اب حالِ زبوں دیکھے گی دنیا
اغیار کا سر ہو گا نگوں دیکھے گی دنیا
پھر عرش سے اترے گا سکوں دیکھے گی دنیا
اے ملّتِ اسلام کے معصوم شہیدو
بہتے ہوئے اشکوں سے میں دیتا ہوں سلامی

(مبارک احمد ظفرؔ۔لندن)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

ہفت روزہ **الفضل انٹرنیشنل کا**

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر100

90ءکی دہائی کے بعض مخلص احمدی(3)

مکرم عصام الخامسی صاحب

پچھلی قسط میں ہم نے مکرمہ ''فاہمی غزلان'' صاحبہ کا ذکر کیا تھا۔مکرم عصام الخامسی صاحب ان کے خاوند ہیں اورانہی کے ذریعہ جماعت میں شامل ہوئے اورقبول احمدیت کے بعد یکسر بدل گئے۔آپ پیشہ کے اعتبار سے فارماسسٹ ہیں اور چندسالوں سے صدر جماعت احمدیہ مراکش کے طورپر خدمت کی سعادت پارہے ہیں۔آیئے ان سے ان کے احمدیت کی طرف سفر کی تفاصیل سنتے ہیں۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بیعت کئے ہوئے دس سال سے زائد کا عرصہ ہوچکا ہے۔جب بھی بیعت سے پہلی زندگی پرغور کرتا ہوں تو بہت شرمندگی اورندامت کا احساس ہوتا ہے۔

میری بیوی ''فاہمی غزلان'' کو احمدیت قبول کرنے میں مجھ پر سبقت حاصل ہے۔اس نے 1995ء میں بیعت کی اوراس کے بعد میں تین سال تک اس سے تمسخر او راستہزاء کرتا رہا۔بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بارہ میں بھی بے باکانہ طریق پر کہتا تھا کہ یہ کیسا خلیفہ ہے جس کوعربی بھی بولنی نہیں آتی اوراسے ترجمان کی ضرورت پڑتی ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ جوامام مہدی کا نمائندہ ہواور پوری امت اسلامیہ کی اصلاح کرنے کا دعویدار ہواس کوعربی بھی نہ آتی ہو۔علمائے اسلام نے دینی علوم کی تحصیل اوران میں تعمق کیلئے جوبائیس شروط بیان کی ہیں ان میں سے شرط اول عربی زبان کا علم ہے۔پھر یہ بھی خیال کرتا تھا کہ اگر یہ لوگ سچے ہوتے تو سب سے پہلے شیخ قرضاوی ان کوقبول کرتے۔

میں اس قسم کے فتاویٰ جاری کرتے وقت یہ بھول گیا تھا کہ میری اپنی حالت تو یہ ہے کہ اسلام کے پانچ ارکان کا بھی پوری طرح علم نہیں ہے۔

اہلیہ کی دعااورقبولیت کے آثار

میری بیوی سپین میں احمدیوں کے ساتھ رابطہ میں تھی وہ جب بھی میرے بارے میں پوچھتے تو میری بیوی بتاتی کہ وہ تو تمسخر کرتا ہے اور دینی امور سے بے رغبت ہے۔احمدی اسے یہی نصیحت کرتے کہ تم دعا اورحسن اخلاق کے ساتھ اپنی کوششیں جاری رکھو۔

شاید یہ میری بیوی کی دعا کا ہی اثر تھا کہ ایک روز میرے دل میں آیا کہ دیکھوں تو سہی کہ احمدی اپنی کتب میں کیا لکھتے ہیں۔چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے چھپ کر ایک کتاب'' القول الصریح فی ظہور المہدی والمسیح''پڑھنی شروع کی۔اس کتاب میں امام مہدی اوردجال کے بارہ میں ایسی معلومات تھیں جن کو پڑھ کر میں حیرت ودہشت کی تصویر بن کے رہ گیا۔یہ درست ہے کہ دینی معاملات میں میرا علم صفر تھا لیکن جو کچھ میں نے اس کتاب میں پڑھا وہ اُن سنی سنائی دیومالائی باتوں کی نسبت عقل ومنطق کے زیادہ قریب اورسمجھ میں آنے والا تھا۔مجھے یہ احساس ہوگیا کہ یہ جماعت کوئی عام جماعت نہیں ہے بلکہ ایک نئی طرز فکر لے کر اٹھی ہے۔ان کا طریقہ تفکیر اور دینی امورکے سمجھنے کا انداز نہایت سادہ، عام فہم اورعقل ومنطق کے عین مطابق ہے۔اس میں نہ کسی قرضاویؔ کے پیچھے چلنے کی ضرورت ہے نہ کسی مولوی سے ہدایت پانے کی۔میں دل ہی دل میں اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا، اوربیتے دنوں میں اپنی بیوی کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کو یاد کر کے اپنے ضمیر کے سامنے شرمندہ ہونے لگا۔

تکبر کا بت ٹوٹتے ٹوٹتے ہی ٹوٹا

مجھے اپنی بیوی کے حق پر ہونے کا خیال آنے لگا تھا لیکن تکبراوراَنا کی وجہ سے میری طبیعت یہ بات ماننے کے لئے تیار نہ تھی کہ اپنی بیوی کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کروں۔شاید اس اعتراف کے لمحات میں مجھے اپنا سارا تکبراورجھوٹا رعب پاش پاش ہوتا نظر آتا تھا۔اس سوچ بچار کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ میری استہزاء کی عادت ختم ہوگئی لیکن سمجھنے بوجھنے کے باوجودانکار کی عادت قائم رہی۔

عقل ومنطق پر مبنی درست اسلامی مفاہیم نے میری پیاس بڑھا دی تھی۔لیکن کیا میں اپنی بیوی سے کہوں کہ مجھے پڑھنے کیلئے کوئی کتاب دے؟ ہرگزنہیں، اس سے تو میری ساری عزت خاک میں مل جائے گی۔میں اس طریق پرسوچنے لگا تھا۔پھراندر کی پیاس سے مجبورہوکر میں نے اپنی بیوی سے چھپ کر ایک اور کتاب پڑھنی شروع کی۔میں نے دیکھا تھا کہ یہ کتاب میری بیوی نے متعدد بار پڑھی تھی اوراس کو بڑا سنبھال کر رکھتی تھی۔یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تالیف منیف''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا عربی ترجمہ تھا۔کتاب کے شروع میں اس کی تعریف وتوصیف کے ساتھ مختلف اخبارات وجرائد کے حوالے درج تھے جن کو پڑھ کر میرے اندر طعن وتشنیع اور انکار واعتراض کی عادت پھرعود کرآئی اورمیں نے پھرسوچا کہ اب مجھے اس کتاب میں ضرورایسے پوائنٹ مل جائیں گے جن سے میں اپنی بیوی کی جہالت کوثابت کرسکوں گا۔کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ یہ کتاب اس قسم کی تعریف کی مستحق ہو جس کا ذکر پیش لفظ میں کیا گیا ہے۔لیکن جوں جوں میں یہ کتاب پڑھتا گیا میری زبان احمدیت اور اپنی بیوی کے خلاف گنگ ہوتی گئی۔اس کتاب میں مذکور مفاہیم اورمعارف عام آدمی کی سوچ وفکر کا نتیجہ نہیں ہوسکتے۔

ایک دفعہ پھر مجھے ضمیر نے جھنجھوڑا لیکن اس بار بھی میرے تکبر نے یہی جواب دیا کہ اگرتم اپنی غلطی کا اعتراف کرو گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ تمہاری بیوی تم سے زیادہ متقی اور زیادہ عقلمند ہے اور وہ سچ کو پہچاننے میں تم پر سبقت لے گئی ہے۔

شاید میری طبیعت اورمزاج میں کسی قدر تبدیلی دیکھ کرایک دن میری بیوی نے مجھے کہا کہ قرآن کریم کی ایک آیت ہے: فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔(غافر:85)

ترجمہ: پس جب اُن کے پاس ان کے پیغمبر کھلے کھلے نشان لے کرآئے تو وہ اُسی علم پر شاداں رہے جو اُن کے پاس تھااوران کواُسی بات نے گھیر لیا جس سے وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔

یہ آیت پڑھ کرمیری بیوی نے ایک عجیب بات کہہ دی کہ مجھے نہ اس کی تفسیر چاہئے نہ ہی آپ کی رائے مطلوب ہے بلکہ میری یہی درخواست ہے کہ آپ اس آیت پرغور کریں۔

میرے گھر میں بڑے بڑے علماء کی تفاسیر تو پڑی ہوئی تھیں لیکن میں نے ان میں سے کبھی کوئی تفسیر پڑھی نہ تھی بلکہ یہ بڑی بڑی جلدیں تو آنے والے مہمانوں کو متاثر کرنے کیلئے رکھی ہوئی تھیں۔میں نے تفسیر ابن کثیر دیکھی تواس میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا تھا کہ اس آیت میں بڑے بڑے علمائے یہود کا ذکر ہے جنہیں توریت کا بھی علم تھا۔لیکن باوجود اپنی کتاب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پیشگوئیاں ہونے کے انہوں نے اپنے علم پر تکبر کرتے ہوئے انکار کردیا۔میں یہ پڑھ کر حیرت زدہ رہ گیا کیونکہ اس وقت مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد آگئی جس میں آپ مسلمانوں کومخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم اپنے سے پہلے لوگوں کی قدم بقدم پیروی کروگے......۔مجھے سمجھ آگئی کہ میں کن کی سنت کی پیروی کررہا ہوں۔اس سارے واقعہ کے بعدمیں نے چپ سادھ لی۔

اب چوری چھپے یا بہانوں بہانوں سے میں لقاء مع العرب دیکھنے لگا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا سوالوں کے جوابات کے دوران عقلی اور منطقی لحاظ سے مسحورکن طریق پر دلائل دینا، نیز خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر بے اختیار ہوکر آبدیدہ ہوجانا ایسی صفات تھیں جو دل میں بیٹھتی چلی گئیں۔اورمیں حضورؒ کی شخصیت کا گرویدہ ہوتا چلا گیا۔

گوکہ میں دل سے احمدی ہوگیا تھا لیکن مجھے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کرنے میں ابھی بھی انقباض تھا۔اب میں نے بڑی باقاعدگی سے نماز پڑھنی شروع کردی تھی اور اکثر تہجد بھی ادا کرنے لگا تھا۔یہ تبدیلی میری بیوی کی توجہ کا مرکز بن گئی۔کچھ دن تک یہ سب دیکھنے کے بعد ایک روز وہ مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگی:۔کیا آپ مجھے بتائے بغیر احمدی تو نہیں ہوگئے؟ میں نے کہا کہ کیا صرف احمدی ہی نماز روزہ کی پابندی کرتے اورتہجد ادا کرتے ہیں؟

گو اس جواب کے بعد میں چپ ہوگیا لیکن میرے دل میں بار بار یہی خیال آتا رہا کہ آج تک میں جس اسلام کو مانتا تھا اس نے تو کبھی مجھ میں ایسی تبدیلی پیدانہیں کی تھی، اس نے تو کبھی مجھے تہجد کے لئے اٹھنے پر مجبور نہ کیا تھا۔اس لئے میری بیوی اپنے اس اندازے میں بھی سچی ٹھہری اور یہ حقیقت سمجھنے میں بھی سبقت لے گئی کہ آج کل کے زمانہ میں ایسی تبدیلی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا ہی کرشمہ ہوسکتا ہے۔

میں اپنی اسی ڈگر پر چلتا رہا یہاں تک کہ 1998ء کا سال آگیا جس میں مجھے شوگر نے آلیا اوراس بیماری نے میری زندگی میں بہت سی چیزوں کو بدلنے کے علاوہ میرے کبر کے بت کوبھی توڑ ڈالا اورمیں نے اپنی بیوی کو یہ خوشخبری سناتے ہوئے کہا کہ تمہیں مبارک ہوکہ تمہاری ساری دعائیں قبول ہوگئیں کیونکہ میں کافی عرصہ سے اپنے آپ کو احمدی سمجھتا ہوں لیکن احمدیت کا اعلان کرنے میں میرے نفس کی اَنا آڑے آتی رہی لیکن آج میں تمہارے ذریعہ بیعت فارم پُر کرنا چاہتا ہوں۔

جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت

2000ء میں ہمیں جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کی توفیق ملی۔عجیب سماں اورعجیب منظر تھا۔جلسہ کے دوران مجھے ایسے لوگ ملے جن کواس سے قبل بالکل نہیں جانتا تھا لیکن ان میں ایسی محبت دیکھی جس کی جھلک میں نے اپنی سابقہ زندگی میں نہ دیکھی تھی۔انکی محبت کی صرف ایک وجہ تھی کہ وہ بھی میری طرح احمدی تھے۔

مجھے یاد ہے میرے لندن پہنچنے کے ساتھ ہی ایک پاکستانی نوجوان کی ڈیوٹی میرے ساتھ لگادی گئی۔ہم دونوں ایک دوسرے کی زبان سمجھنے سے قاصر تھے پھر بھی وہ میرا سایہ بن کرایسے خدمت کرنے لگا کہ میں کسی چیز یا کام کی طرف ابھی اشارہ ہی کرتا تھا کہ وہ اس کی انجام دہی کے لئے دوڑ پڑتا تھا۔وہ اس وقت تک میرے ساتھ رہا جب تک میری ملاقات دمشق سے جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے تین مربیان سے ہوگئی یعنی محمد احمد نعیم صاحب، داؤد احمد عابد صاحب اورمحمد طاہر ندیم صاحب۔اس کے بعد میرا زیادہ تر وقت ان کے ساتھ گزرا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے پہلی ملاقات

اس جلسہ میں میری حالت یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہر ہر بات اور ہر حرکت وسکون جو مجھے نظر آتا تھا اس کا اثر میرے تن بدن پراوردل میں مجھے محسوس ہوتا تھا یہاں تک کہ جب بھی حضورانور کوکہیں جاتے ہوئے دیکھتا تو باوجود ہزاروں کے مجمع کے میں اس یقین کے ساتھ ہاتھ ہلانے لگتا تھا کہ جیسے حضور صرف میری طرف ہی دیکھیں گے۔

جلسہ سے قبل مسجد میں شاید کسی کے نکاح کا اعلان تھا جس کے بعد حضورانور جب واپس تشریف لے جانے لگے تو ہم لوگوں نے فوراً حضور کے گزرنے کیلئے جگہ خالی کردی۔حضور انور نے واپس جاتے جاتے اچانک میرے سامنے توقف فرمایا اور مجھے شرف مصافحہ بخشا۔فرطِ خوشی سے میں تو جیسے بیہوش ہوتے ہوتے بچا۔حضور انور نے اردو میں کچھ پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ مجھے اردو نہیں آتی۔چنانچہ ایک مسحورکن تبسم کے ساتھ حضور نے انگلش میں میرا حال دریافت فرمایا نیز پوچھا کہ میرا تعلق کس ملک سے ہے۔پھروہی پیاری سی مسکراہٹ کا جلوہ عطا فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔میرے اردگرد کے احمدی مجھ پر رشک کر رہے تھے جب کہ مجھے خوشی کے ساتھ اندر سے یہ

حسرت کاٹے جارہی تھی کہ حواس باختگی کے عالم میں میں حضور انور کے دست مبارک کو بوسہ دینے کا شرف نہ حاصل کرسکا۔

ایک ہفتہ کے بعد ہماری پہلی فیملی ملاقات تھی۔کسی کی ملاقات کا یہ منظر میں نے پہلی دفعہ دیکھا تھا۔بیرونی کمرہ ملاقات کے منتظر احباب سے بھرا ہوا تھا۔کوئی اپنے اس تحفہ کی آرائش میں مگن تھا جو وہ حضور انور کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا۔کوئی ہاتھ میں پکڑے ہوئے ان خطوط کی ترتیب میں مصروف تھا جو وہ حضور کے لئے لے کے آیا تھا اور کوئی اپنے اور اپنے بچوں کی ظاہری وضع قطع اور لباس کو بار بار چیک کر رہا تھا۔ پاکستان سے آئے ہوئے مہمانوں کی اکثریت نے اس خوشی کے موقعہ پر اپنے چہروں پر آنسو سجائے ہوئے تھے۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ پاکستان میں احمدیوں کے مشکل حالات اور خود ان کی مالی مشکلات کے پیش نظر یہ احمدی اس لئے اشکبار تھے کہ شاید خلیفہ وقت سے ان کی یہ آخری ملاقات ہو اور دوبارہ آنے کا موقعہ نہ مل سکے۔

ہماری باری آئی تو اس دفعہ میں حضور انور کے دست مبارک کو بوسہ دینا نہیں بھولا اور حضور انور سے عرض کیا کہ میں معانقہ کرنا چاہتا ہوں۔حضور انور نے کمال شفقت سے اپنے بازو کھول دیئے اور میں جیسے کسی امن کے حصار میں آگیا۔میں روح تک سیراب ہوگیا۔نہ جانے کب تک میں اسی کیفیت میں رہا اور حضور انور نے مجھے اپنے سے الگ نہیں فرمایا بلکہ مجھے خود ہی ان لوگوں کا خیال آیا جو سرِ مژگاں اشک سجائے اپنے اس امام کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے نہ جانے کب سے منتظر تھے۔حضور نے اس ملاقات میں ہمیں اپنی دعاؤں اور شفقتوں سے نواز دیا۔

حضور انور نے میرے بچوں کو فرمایا کہ تم نے بہت اچھا قصیدہ پڑھا تھا۔میں حیران تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسا امام عطا فرمایا ہے کہ اتنی شدید مصروفیت اور ہزاروں لوگوں کے ساتھ ملاقات کے باوجود دو تین روز قبل کے اس واقعہ کو یاد رکھا۔واقعہ یوں ہوا تھا کہ دو تین روز قبل حضور انور کی طرف سے مہمانان کی دعوت کے دوران میرے بچوں نے لوکل مراکشی زبان میں ایک قصیدہ پڑھا تھا،حضور انور نے اس کو بھی یاد رکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے ملاقات

2004ء میں مجھے جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کی توفیق ملی۔جب ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو ہو بہو وہی احساس وجذبات تھے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے پہلی ملاقات کرتے وقت تھے۔مجھے ایک ذرہ بھی فرق نہیں محسوس ہوا حتی کہ حضور انور کا تبسم بھی وہی اور آنکھوں سے وہی شفقت اور رحمت اور بے پناہ پیار جھلک رہا تھا۔شاید یہ خلافت کا خاصہ ہے جو اللہ تعالیٰ ہر خلیفہ کو عطا فرما دیتا ہے۔

جبرالٹر کی چوٹیوں سے سلام

2006ء میں مجھے دوبارہ حضور انور ایدہ اللہ کی زیارت اور ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔عجیب بات یہ تھی کہ حضور انور مجھے جانتے تھے۔اور میری کیفیت اس وقت مزید عجیب ہوگئی جب حضور انور نے اس ملاقات میں فرمایا کہ 2005ء میں جب میں سپین گیا تو جبرالٹر کے پہاڑوں کی سیر کے دوران وہاں سے اپنے مراکشی احمدیوں کو السلام علیکم کہا تھا۔

خاکسار (محمد طاہر ندیم) عرض کرتا ہے کہ ان الفاظ پر غور کریں۔ان میں مضمر محبت اور شفقت کا سمندر موجزن ہے۔یہ درست ہے کہ افراد جماعت احمدیہ کو اپنے آقا سے بے پناہ محبت ہے لیکن جو محبت ہمارے پیارے امام کو ہم سے ہے اس کے سامنے ہماری محبت بہت معمولی دکھائی دیتی ہے۔ذرا غور تو کریں کہ جبرالٹر کے پہاڑوں سے حضور انور کی نظر مراکش کے شہروں اور آبادیوں پر پڑتی ہے تو آپ کو وہاں پر بسنے والے اپنے خدام یاد آجاتے ہیں،اور ان کی محبت کا احساس اس قدر جوش مارتا ہے کہ بے اختیار ان کے لئے سلامتی کی دعائیں نکلنے لگتی ہیں۔آج ایسی بے نظیر محبت کی مثال صرف اور صرف جماعت احمدیہ میں موجود ہے اور یہ محبت بذات خود احمدیت کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے۔آج مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے اور آپ پر آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق سلام بھیجنے والے گواہ ہیں کہ اس سلام کے جواب میں انہیں ایسی سلامتی کی دعائیں ملتی ہیں جن کی بنا پر وہ عافیت کے حصار میں آجاتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا تھا کہ:

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

بعض اہم ایام

2007ء میں مجھے حضور انور کی طرف سے ایک ارشاد موصول ہوا جس میں مجھے صدر جماعت مقرر فرمایا گیا تھا۔میرے لئے یہ بالکل حیران کن بات تھی کیونکہ میں اپنے آپ کو کبھی بھی اس قابل نہیں سمجھتا تھا۔بہرحال حضور انور کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اب تک یہ ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

2007ء میں مجھے رمضان کے ایام میں سے ایک ہفتہ کے لئے لندن رہنے کا موقعہ ملا۔میری زندگی کے یہ شاید سب سے خوبصورت اور پرلطف ایام تھے جن میں پانچ وقت حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنے اور دعائیں کرنے کی توفیق ملی۔اور ان دنوں میں میری ایک ایسی خواہش پوری ہوگئی جو شاید ہر احمدی کے دل میں جوش مار رہی ہو۔ان دنوں ایک دستی بیعت کی تقریب کے دوران مجھے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ میرا دل چاہتا تھا کہ یہ لحات طویل تر ہوتے چلے جائیں اور میں اسی حالت میں حضور انور کے قدموں میں بیٹھا رہوں۔

تبلیغی مساعی

تبلیغ کے معاملہ میں ہمارے فعال احمدی مکرم جمال اغزول صاحب کی تجویز پر ہم نے انٹرنیٹ پر ایک چَیٹ روم (Chat Room) کھولا جس میں شروع شروع میں ہمارے مراکشی لوگ ہی آتے تھے بعد میں تیونس اور لیبیا کے لوگ بھی آنے شروع ہوگئے۔ اس چَیٹ روم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے کئی احباب کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔جب ہمارے رُوم کی مقبولیت بڑھنے لگی تو ہمارے مخالفین نے شکایت کرکے اس کو بند کروادیا۔اس کے بعد مکرم جمال اغزول صاحب نے کوشش کرکے ایک اور روم بنوالیا جو بہت مشہور ہوا اور تقریباً تمام عرب ملکوں سے لوگ اس میں آتے رہے اور کئی اس کے ذریعہ احمدیت کے نور سے روشناس ہوئے۔اس کے بعد ہمارے ایک بہت ہی مخلص اور صالح احمدی مکرم ابوشیماء مصطفیٰ ابو عبیل صاحب نے اپنی جیب خاص سے ایک مشہور نیٹ ورک پر کمرہ کھول کر ہمیں دے دیا جس میں اب ہر ملک سے حق کی تلاش کرنے والوں کا ورود ہوتا رہتا ہے۔ہم اس میں اکثر الحوار المباشر یا پروگرام سبیل الہدی کی آڈیو لگا دیتے ہیں۔نیز سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔

ایک سو نو مبایعین

2005ء میں ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے خط موصول ہوا جس میں حضور انور نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ 2008ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر مراکش میں نومبایعین کی تعداد ایک سو کرنے کی کوشش کریں۔میں سوچ میں پڑ گیا کہ 1998ء سے لے کر 2005ء تک تو ہمارے ہاں نومبایعین کی تعداد صرف چار یا پانچ ہے پھر اگلے اڑہائی تین سال میں یہ تعداد سو تک کیسے پہنچے گی۔یہ ہدف نہ صرف مستحیل بلکہ ناممکن نظر آتا تھا۔بالآخر سوچ سوچ کر یہی فیصلہ کیا کہ ہم خلیفۂ وقت کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے جو ہم سے بَن پڑتا ہے کرتے ہیں باقی خدا کے ہاتھ میں ہے اس نے اگر خلیفۂ وقت کے دل میں یہ تحریک فرمائی ہے تو اس کو پورا بھی خود ہی فرمائے گا۔

2008ء کا سال ختم ہوگیا اور ہماری انتہائی کوشش کے باوجود نو مبایعین کی کل تعداد 73 ہوئی۔آپ میرے دل کیفیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا ہوسکتی ہے۔مجھے اس بات کی تو خوشی تھی کہ کہاں مجھے تین چار کی بھی امید نہ تھی اور کہاں اللہ تعالیٰ نے ستّر سے اوپر نومبایعین عطا فرما دیئے لیکن اس بات کا بہرحال بہت دکھ تھا کہ ہدف کے قریب تو پہنچے لیکن پورا نہ کر پائے۔ 2009ء میں نومبایعین کی تعداد 100 سے تجاوز کر گئی، لیکن جس بات نے مجھے چونکا دیا یہ تھی کہ جن احباب سے میری بات ہوئی ان میں سے اکثر نے بتایا کہ ان کا جماعت سے تعارف 2005ء اور 2008ء کے درمیان ایم ٹی اے کے ذریعے ہوا اور وہ جماعت کی صداقت کے قائل ہوگئے اور اس وقت سے اپنے آپ کو احمدی سمجھتے ہیں لیکن ہمارا ان سے رابطہ 2009ء میں ہوا۔اگر ان احباب کو شامل کرلیا جاتا تو 2008ء میں حضور انور کی خواہش کے مطابق سو نومبایعین کا ٹارگٹ پورا ہوگیا تھا۔

میرا یہ بات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے جب بھی کوئی ارشاد موصول ہو خواہ وہ بظاہر کتنا ہی مشکل نظر آئے اگر ہم دعاؤں، نیک نیتی ، اخلاص اور اپنی پوری محنت،تندہی کے ساتھ اس کی تکمیل کی کوشش کریں تو ضرور خدا تعالیٰ فضل فرمائے گا اور وہ کام ہو کر رہے گا۔انشاء اللہ۔

جلسہ سالانہ سپین

مارچ 2010ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ سپین کو رونق بخشی۔اس جلسہ میں جماعت احمدیہ مراکش سے بھی ایک مختصر وفد شامل ہوا۔جب مراکش کے بعض احمدیوں کو اس کا علم ہوا تو بعض نے مجھے حضور انور کی خدمت میں ان کی طرف سے سلام اور دعا کی درخواست عرض کرنے کا کہا،بعض نے خطوط لکھ کر دیئے اور الحمدللہ تین احباب نے بیعت بھی کی جن کے بیعت فارم لے کر میں جلسہ میں حاضر ہوا۔

اس سفر میں ہم نے خدا تعالیٰ کی غیر معمولی رحمتوں اور فضلوں کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا۔اول تو ویزا کا حصول اتنی آسان سے ممکن ہوگیا جس کی توقع ہی نہ تھی۔دوسرا آج کل کے عالمی مالی بحران کے پیش نظر مراکش سے سپین آنے والے ہر شخص کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے سپین میں داخلہ کے وقت خوب تفتیش کی جاتی ہے۔لیکن ہمیں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

سپین پہنچے تو وہاں نہ کوئی ہمارا اہل زبان اور نہ رشتہ دار تھا لیکن ایسے لوگ تھے جن کی محبت اور اخوت کے جذبے کی وجہ سے ہمارے دل ایک ایسے ناقابل بیان حسین رشتہ اخوت کو محسوس کر رہے تھے جس کی دنیاوی قرابت داریوں میں مثال نہیں ملتی۔

اگلے دن حضور انور مسجد بشارت کے صحن میں تشریف فرما ہوئے۔شاید حضور انور کی خدمت میں مراکش کے وفد کے آنے کی اطلاع دے دی گئی تھی اس لئے حضور انور کے استفسار فرمانے پر ہم خدمت اقدس میں پیش ہوگئے۔حضور نے ازراہ شفقت مراکش میں اپنے خدام کا حال دریافت فرمایا نیز فرمایا کہ مراکش اور الجزائر کے امازیغی قبائل سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ہم عنقریب امازیغی زبان میں پروگرام اور خصوصاً خطبہ جمعہ کے تراجم ایم ٹی اے پر پیش کرنے والے ہیں۔میں نے عرض کیا کہ یہ تو ان کے لئے بہت خوشکن خبر ہے۔

میرے ساتھ اس وفد میں میرے دو بیٹوں کے علاوہ مکرم عمر بورغبۃ اور مکرم سعید ازکاغ بھی شامل تھے۔

مکرم عمر بورغبۃ صاحب ملکی سطح پر شہرت یافتہ آرٹسٹ ہیں۔یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زمانے میں جماعت کی صداقت کے قائل ہوگئے تھے اور شاید بیعت کا خط بھی لکھا تھا جس کے بعد اب تک ایم ٹی اے کے ذریعہ جماعت کے ساتھ منسلک تھے۔ان کو معلوم ہی نہ تھا کہ اب اس ملک میں جماعت کی تعداد خدا کے فضل سے سو سے تجاوز کر گئی ہے، بلکہ اس سے بھی عجیب بات یہ کہ یہ دوست میرے ہی محلّہ کے رہائشی تھے اور انہیں میرے بارہ میں اور مجھے ان کے بارہ میں کوئی خبر نہ تھی۔آخر 2009ء میں ہمارا ایک دوسرے سے تعارف ہوگیا اور یوں وہ جماعت کا حصہ بن گئے۔سپین میں حضور انور سے ملاقات کے دوران اس دوست نے صد سالہ خلافت جوبلی کے حوالے سے بنائی ہوئی اپنی ایک پینٹنگ پیش کی۔حضور انور نے ازراہ شفقت انہیں الیس اللّٰہ بکاف عبدہ کی انگوٹھی عطا فرمائی۔

حضور انور سے ہماری علیحدہ طور پر بھی ملاقات ہوئی جس میں حضور نے اپنی شفقتوں سے ہمیں مالا مال فرما دیا۔

پیار و محبت ،اخوت و مودت وعقیدت ، اور ایک عجیب روحانیت سے معمور جلسہ کے ایام بہت جلد گزر گئے لیکن ان کی پاکیزہ یادیں آج تک روح وقلب کو معطر کر رہی ہیں۔ (باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

لاہور میں جمعہ کے دوران دہشتگردوں کے ظلم وسفا کی کا نشانہ بننے والے شہداء کا دردانگیز تذکرہ

یہ سب لوگ احمدیت کی تاریخ میں انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے

انشاءاللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کی قربانی کی لاج پیچھے رہنے والا ہر احمدی رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔

جولوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں وہ ’’سیدنا بلالؓ فنڈ‘‘ میں دے سکتے ہیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 11 رجون 2010ء بمطابق 11 راحسان 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ -اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج میں ان شہداء کا ذکر کروں گا جو لاہور میں جمعہ کے دوران دہشت گردوں کے ظلم اور سفّا کی کا نشانہ بنے تھے۔ جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی کہا تھا کہ موت کو سامنے دیکھ کر بھی وہاں موجود ہر احمدی نے کسی خوف کا اظہار نہیں کیا۔ نہ ہی دہشت گردوں کے آگے ہاتھ جوڑے، نہ زندگی کی بھیک مانگی، بلکہ دعاؤں میں مصروف رہے اور ایک دوسرے کو بچانے کی کوشش میں مصروف رہے۔ یہ کوشش تو رہی کہ اپنی جان دے کر دوسرے کو بچائیں لیکن یہ نہیں کہ ادھر اُدھر panic ہو کر دوڑ جائیں۔ اور ان دعاؤں سے ہی گولیوں کی بوچھاڑ کرنے والوں کا مقابلہ کیا جو ظالمانہ طریقے پر گولیاں چلا رہے تھے۔ ان دعائیں کرنے والوں میں کچھ مومنین کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا اور یہ رتبہ پا کر ان کو خدا تعالیٰ نے دائمی زندگی عطا فرما دی اور یہ سب لوگ جو ہیں یہ احمدیت کی تاریخ میں انشاءاللہ تعالیٰ ہمیشہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند سے بلندتر کرتا چلا جائے۔ بہرحال شہداء کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں۔

ان کے ذکرِ خیر سے پہلے ایک ضروری امر کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے بعض جماعتوں کی طرف سے بھی پوچھا جا رہا ہے کہ شہداء فنڈ میں لوگ کچھ دینا چاہتے ہیں تو یہ رقم کس مد میں دینی ہے؟ اسی طرح بعض دوست مشورے بھی بھجوا رہے ہیں کہ شہداء کے لئے کوئی فنڈ قائم ہونا چاہئے۔ یہ ان کی لاعلمی ہے۔ شہداء کے لئے فنڈ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ رابعہ سے قائم ہے جو ’’سیدنا بلالؓ فنڈ‘‘ کے نام سے ہے اور میں بھی اپنے اس دور میں ایک عید کے موقع پر اور خطبوں میں دو دفعہ بڑی واضح طور پر اس کی تحریک کر چکا ہوں۔ اس فنڈ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شہداء کی فیملیوں کا خیال رکھا جاتا ہے، جن جن کو ضرورت ہو ان کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور اگر اس فنڈ میں کوئی گنجائش نہ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ان کا حق ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہم ان کا خیال رکھتے رہیں گے۔ تو بہرحال ’’سیدنا بلالؓ فنڈ‘‘ قائم ہے جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں اس میں دے سکتے ہیں۔

آج سب سے پہلے میں مکرم منیر احمد شیخ صاحب کا ذکر کروں گا جو دارالذکر میں شہید ہوئے تھے اور امیر ضلع لاہور تھے۔ ان کے والد صاحب مکرم شیخ تاج دین صاحب سٹیشن ماسٹر تھے اور ان کے والد نے 1927ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ جالندھر کے رہنے والے تھے۔ ملک سیف الرحمٰن صاحب مرحوم سے ان کی دوستی تھی اور یہ دونوں پہلے احمدیت کے بہت زیادہ مخالف تھے۔ یعنی شیخ صاحب کے والد اور حضرت مفتی ملک سیف الرحمٰن صاحب۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب دیکھیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شان میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار پڑھے تو پھر ان کو جستجو پیدا ہوئی اور چند کتابیں پڑھنے کے بعد ان دونوں بزرگوں کے دل صاف ہو گئے۔

بہرحال مکرم شیخ منیر احمد صاحب، شیخ تاج دین صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کی تعلیم ایل ایل بی تھی۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد یہ سول جج بنے۔ پھر مختلف جگہوں پر ان کی پوسٹنگ ہوتی رہی، اور پھر سیشن جج سے ترقی ہوئی اور پھر لاہور میں سپیشل جج اینٹی کرپشن پہ ان کی تعیناتی ہوئی۔ پھر سپیشل جج کسٹم کے طور پر کام کیا۔ اور نیب (NAB) کے جج کے طور پر بھی کام کرتے رہے اور 2000ء میں یہ ریٹائر ہوئے۔

موصوف شیخ صاحب کے انصاف کی ہر جگہ شہرت تھی۔ جن کا بھی ان سے واسطہ پڑتا تھا ان کو پتہ تھا کہ یہ انصاف پسند آدمی ہیں اور انہیں کبھی کسی قسم کا خوف نہیں ہوتا تھا۔ راولپنڈی میں ایک کیس کے دوران دونوں پارٹیوں میں سے ایک پارٹی جو لاہوری احمدی ہیں ان کی خواتین تھیں۔ ان کے وکیل مجیب الرحمٰن صاحب تھے۔ اور دوسرا فریق جو تھا، دوسری پارٹی ایک مولویوں کی پارٹی تھی۔ تو کورٹ میں آ کے انہوں نے پہلے ہی بتا دیا کہ میں احمدی ہوں اگر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو بتائیں۔ جو دوسرا گروپ مولویوں کا تھا، ان کا مقدمہ احمدی پیغامیوں کے ساتھ تھا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں قبول ہے ہم آپ سے ہی فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ جو پیغامی فریق تھا ان کے وکیل مجیب الرحمٰن صاحب احمدی تھے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ خوف ہوتا تھا کہ کہیں آپ اپنی انصاف پسندی کا اظہار کرنے کے لئے ہمارے خلاف فیصلہ نہ کر دیں۔ لیکن انہوں نے انصاف کو ہمیشہ ملحوظ رکھا اور انصاف کی بنیاد پر ہی فیصلہ کیا اور ان خواتین کے حق میں کر دیا اور مولویوں کے خلاف ہوا۔

ان کا علم بھی بڑا وسیع تھا۔ بڑے دلیر تھے۔ قوتِ فیصلہ بہت تھی۔ ملازموں اور غریبوں سے بڑی ہمدردی کیا کرتے تھے۔ درویش صفت انسان تھے۔ جب بھی مَیں ان کو ملا ہوں جہاں تک میں نے دیکھا ہے ان کی طبیعت میں بڑی سادگی تھی۔ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر بھی تھے۔ اس کے علاوہ شروع میں ماڈل ٹاؤن حلقہ میں زعیم اعلیٰ کے طور پر بھی خدمات رہی ہیں۔ گارڈن ٹاؤن حلقہ کے صدر بھی رہے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ہمارا اور بچوں کا ہمیشہ بہت خیال رکھتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں تو ایک غریب سٹیشن ماسٹر کا بیٹا ہوں اور تم لوگوں کی ضروریات کا، بچوں کا خیال مجھے اس لئے رکھنا پڑتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو سیشن جج کے بچے سمجھتے ہیں۔ وصیت کے نظام میں بھی شامل تھے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔

شہادت سے ایک دن قبل ان کی بہن نے لجنہ اماء اللہ کو وصایا کے حوالہ سے ذکر کیا اور یہ بھی کہا کہ وصیت بھی جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اور گھر آ کر شیخ صاحب سے جب بات کی کہ کیا میں نے ٹھیک کہا

ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ لیکن اپنی بہن کو کہا کہ، آپا! اصل جنت کی ضمانت تو شہادت سے ملتی ہے۔

اہلیہ محترمہ کہتی ہیں کہ شہادت سے قبل شہید مرحوم کا فون آیا کہ میرے سر اور ٹانگ پر چوٹ آئی ہے اور بلند آواز سے کہا کہ میں ٹھیک ہوں۔ خدام نے ان کو نیچے کی طرف یعنی basement میں جانے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اور جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر لوگوں کو کہا کہ بیٹھ جائیں اور درود شریف پڑھیں اور دعائیں کریں۔ اپنا فون ان کے پاس نہیں تھا، ایک خادم سے فون لیا گھر بھی فون کیا، پولیس کو بھی فون کیا۔ پولیس نے جواب دیا کہ ہم آ گئے ہیں تو بڑے غصے سے پھر ان کو کہا کہ پھر اندر کیوں نہیں آتے؟ ایک خادم جس نے فون دیا تھا ان کے مطابق آخری آواز ان کی اس نے یہ سنی تھی کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ نمازِ جمعہ پر جانے سے پہلے چندہ کی رقم مجھے پکڑائی اور کہا کہ اپنے پاس رکھ لو۔ کیونکہ آج تک پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا تو میں نے کہا کہ جہاں آپ پہلے رکھتے تھے وہیں رکھ دیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں آج تم رکھ لو کیونکہ دفتر بند ہو گا اس لئے جمع نہیں کروا سکتا۔ اسی طرح ایک کیس کے بارے میں مجھے بتایا۔ اہلیہ سے کہا کہ وہ آگے چلا گیا ہے، اس کی تاریخ آگے پڑ گئی ہے اور یہ کیس کے پیسے ہیں، یہ اپنے پاس رکھ لو اور کیس والے فریق کو دے دینا اور اس کی فائل بھی۔ اہلیہ کہتی ہیں کہ حالانکہ پہلے میرے سے کبھی آج تک انہوں نے کوئی کیس ڈسکس (Discuse) نہیں کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دو دفعہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد یا بلکہ پہلے ہی میرا وقف قبول کریں۔ حضور نے ان کو یہی فرمایا تھا کہ جہاں آپ کام کر رہے ہیں وہیں کام کریں کیونکہ اس کے ذریعہ سے احمدیت کی تبلیغ زیادہ مؤثر رنگ میں ہو رہی ہے۔ لوگوں کو پتہ لگے کہ احمدی افسر کیسے ہوتے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے نے بتایا کہ میں نے ان سے کہا کہ اپنا کوئی سکیورٹی گارڈ رکھ لیں۔ کہنے لگے کیا ہو گا؟ مجھے گولی ماردیں گے تو شہید ہو جاؤں گا۔

ہمارے سلسلہ کے ایک مبلغ ہیں مبشر مجید صاحب انہوں نے ان کے بارے میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ یہ گلبرگ لاہور میں مربی ہوتے تھے کہتے ہیں کہ 97ء یا 98ء کی بات ہے کہ مجھے ایک دن مربی ضلع کا فون آیا کہ غیر احمدیوں کے ایک بڑے عالم ہیں اور جمعیت علمائے پاکستان کے کسی اعلیٰ عہدے پر، بڑے عہدے پر قائم ہیں ان کو ہم نے ملنے جانا ہے۔ تو کہتے ہیں میں بڑا حیران ہوا کہ کیا ضرورت، مصیبت پڑ گئی ہے ان کو ملنے کی؟ خیر، کہتے ہیں میں مربی صاحب ضلع کے ساتھ چلا گیا۔ سبزہ زار میں جمعیت کا سیکریٹریٹ ہے تو وہاں جب ہم پہنچے ہیں تو ان صاحب سے تعارف ہوا۔ یہ ہمارے شدید ترین مخالف لوگ ہیں۔ ان صاحب نے جو جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹری تھے انہوں نے کہا کہ مجھ پر کسٹم والوں نے ایک سراسر غلط مقدمہ بنا دیا ہے۔ جو جج ہے وہ نہایت عجیب و غریب قسم کا انسان ہے۔ میں تین پیشیاں بُھگت چکا ہوں۔ جب بھی میں عدالت میں آتا ہوں تو کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر ایک زوردار مُکّا مارتا ہے اور کہتا ہے کہ Listen every body کہ میں احمدی ہوں، اب مقدمہ کی کارروائی شروع کرو۔ تو یہ صاحب کہتے ہیں کہ میری تو آدھی جان وہیں نکل جاتی ہے جب یہ دھمکی دیتے ہیں۔ مجھے یہ خیال ہے کہ یہ مجھے پیغام دیتے ہیں کہ بچّو! اب تم میرے قابو میں آئے ہو، اب میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ تو آپ لوگ خدا کے واسطے میری کوئی مدد کریں اور میری اس سے جان چھڑوائیں۔ مجھے لگتا ہے کہ مذہبی مخالفت کی بنا پر مجھے سزا دے دے گا۔ پھر بولے: عجیب قسم کا آدمی ہے۔ یہ کوئی زمانہ ہے، یہ حالات ہیں؟ کہ یہ صاحب آتے ہیں اور میز پر مُکّا مار کے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور میرے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ مربّی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ آپ نے ان کے پیغام کو نہیں سمجھا۔ وہ میز پر مُکّا مار کے یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک سن لو، میں احمدی ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ آپ کو دھمکاتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سنو اور غور سے سنو کہ میں احمدی ہوں۔ نہ مَیں رشوت لیتا ہوں، نہ ہی میں کسی کی سفارش سنوں گا اور نہ ہی میرے فیصلے کسی تعصب کے زیرِ اثر ہوتے ہیں۔ میں صرف خدا سے ڈرتا ہوں۔ مربی صاحب نے کہا یہ ہے ان کا اصل مطلب۔ اس لئے ہم پر تو آپ رحم کریں اور ہمیں کسی سفارش پر مجبور نہ کریں اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے۔ تو کہتے ہیں بہرحال وہ صاحب بڑے پریشان تھے کہ اگر اس نے مجھے ٹانگ دیا تو پھر کیا ہو گا؟ تو میں نے کہا آپ کے کہنے کے مطابق اگر آپ بے قصور ہیں تو آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ صرف مذہبی اختلافات کی بنیاد پر آپ کو سزا نہیں دیں گے۔ اس کے بعد ان کے ہاں سے چلے آئے۔ پانچ چھ مہینے کے بعد ان کے پی اے (P.A.) کا فون آیا اور اطلاع دی کہ وہ باعزت طور پر بری ہو گئے ہیں اور ہمارے وہ عالم صاحب جو لیڈر ہیں جمعیت علمائے اسلام کے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ان سے کہیں کہ ہمارا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ ادا کریں اس امام مہدیٔ آخرالزمان کا، جس کی تعلیمات اور قوتِ قدسیہ کے فیض نے ایسی جماعت پیدا کر دی ہے جو ان اخلاق کو زندہ کرنے والی ہے جو آج دنیا سے ناپید ہیں۔ تو یہ تھا ان کے انصاف کا معیار۔ اور بڑے دبنگ، جرأت والے انسان تھے۔

گزشتہ سال جب میں نے ان کو امیر جماعت لاہور مقرر کیا ہے تو انہیں لکھا کہ اگر کوئی مشکل ہو براہِ راست رہنمائی لینی چاہتے ہوں تو بے شک لے لیا کریں اور بے شک مجھ سے رابطہ رکھیں۔ ایک دن ان کا فون آیا تو میں نے کہا کہ خیر ہے؟ تو کہنے لگے کہ اس اجازت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جو آپ نے دی ہے میں نے کہا فون کر لوں اور اگر کوئی ہدایت ہو تو لے لوں۔ باقی کام تو صحیح چل رہے ہیں۔ اور آپ سے سلام بھی کر لوں۔ تو بڑے منجھے ہوئے شخص تھے۔ سب جو کارکنان تھے، ان کے ساتھ کام کرنے والے ان کو ساتھ لے کر چلنے والے تھے۔ لجنہ ضلع لاہور کی صدر نے مجھے بتایا کہ جب یہ مقرر ہوئے ہیں تو ہمیں خیال تھا کہ یہ کس شخص کو آپ نے امیر جماعت مقرر کر دیا ہے جس کو زیادہ تر لوگ جانتے بھی نہیں۔ لیکن ان کے ساتھ کام کرنے سے پتہ چلا کہ یقیناً انہوں نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر دیا اور بڑے پیار سے ساروں کو ساتھ لے کر چلے۔ بے شمار خصوصیات کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں میں ان کو جگہ دے۔

دوسرے شہید **میجر جنرل ریٹائرڈ ناصر چوہدری صاحب ابن مکرم چوہدری صفدر علی صاحب** ہیں۔ یہ بہلول پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ ان کے والد صاحب انسپکٹر تھے اور 1930ء میں ڈیوٹی کے دوران ہی وہ بھی شہید ہوئے تھے۔ اس وقت جنرل صاحب شہید کی عمر صرف 10 سال تھی۔ جنرل صاحب کی دادی جو تھیں وہ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی رضاعی والدہ بھی تھیں۔ 1942ء میں ان کو کمیشن ملا، بنگلور گئے۔ اور دوسری جنگِ عظیم میں برما کے فرنٹیئر فورس محاذ پر تھے۔ 43ء میں ان کا نکاح ہوا اور سید سرور شاہ صاحبؓ نے ان کا نکاح پڑھا۔ اور اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ میرے نکاح میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہوئے تھے۔ بہرحال فوج میں ترقی کرتے رہے اور 1971ء میں راجھستان میں اپنی بنائی ہوئی 33- Div کی کمانڈ کرتے رہے۔ وہیں ان کے گھٹنے میں گولی لگی جو ان کے جسم کے اندر ہی رہی ہے۔ ڈاکٹر اس کو نکال نہیں سکے۔ اس حملے کے دوران میں ان کا جو پرسنل سیکرٹری تھا وہ بھی زخمی ہوا۔ اس کو تو انہوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ سے حیدرآباد بھیجا اور خود ٹرین کے ذریعے حیدرآباد پہنچے۔ ڈاکٹر کہا کرتے تھے کہ اگر یہ دوبارہ چلنے لگ جائیں تو معجزہ ہو گا۔ اس لئے گولی بھی نہیں نکالی کہ خطرہ تھا کہ مزید خرابی پیدا ہو جائے گی۔ لیکن بہرحال بڑی قوتِ ارادی کے مالک تھے۔ ورزش کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی ٹانگ اس قابل ہو گئی کہ چلتے تھے اور اپنی کیٹیگری اے کروالی کیونکہ بی میں نوکر مل جاتا ہے۔ بیس سال تک یہ سیکرٹری اصلاح وارشاد ضلع لاہور رہے ہیں۔ 1987ء سے لے کر شہادت کے وقت تک بطور صدر حلقہ ماڈل ٹاؤن خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 91 سال تھی۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ مسجد ماڈل ٹاؤن میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔

ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت مخلص اور خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ نمازی، پرہیزگار، جماعت کا درد رکھنے والے انسان تھے ایک دفعہ ڈرائیور کی مشکل پیش آئی تو میں نے کہا کہ اپنی پلٹن سے ڈرائیور مانگ لیں تو جواباً کہا کہ نہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت دیا ہے۔ خود ہی خرچ کروں گا۔ ابتدائی دور میں 1943ء میں نظامِ وصیت میں شامل ہوئے۔ لاہور کے ایک نائب امیر ضلع تھے مکرم میجر لطیف احمد صاحب۔ وہ بھی فوج سے ریٹائر ہوئے تھے اور میجر تھے، اور یہ فوج سے ریٹائر ہوئے اور جنرل تھے۔ وہ ان کو مذاق میں کہا کرتے تھے کہ دیکھو آج جنرل بھی میرے نیچے کام کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ میجر صاحب نائب امیر تھے تو شہید مرحوم ہنس کے ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا کام تو اطاعت ہے۔ جب میں احمدی ہوں اور جماعت کی خاطر کام کر رہا ہوں تو پھر میجری اور جرنیلی کا کوئی سوال نہیں۔

مسجد نور میں جو ماڈل ٹاؤن کی مسجد ہے، عموماً ہال سے باہر کرسی پر بیٹھا کرتے تھے اور جو سانحہ ہوا ہے اس دن جب فائرنگ شروع ہوئی ہے تو ایک صاحب نے، احمدی دوست روشن مرزا صاحب نے کہا کہ اندر آ جائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ باقی ساتھیوں کو پہلے اندر لے جائیں اور پھر آخر میں خود اندر گئے اور ہال کے آخری حصہ میں لگی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد لوگ تہہ خانے کی طرف جاتے رہے اور ان کو بھی لے جانے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں، مجھے یہاں ہی رہنے دو۔ اسی دوران دہشتگرد نے ایک گرینیڈ ان کی طرف پھینکا جو ان کے قدموں میں پھٹا۔ گرینیڈ پھٹنے سے ان کے ساتھ والے بزرگ

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

بھی نیچے گرے لیکن اس کے بعد اٹھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ پھر دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کی جس سے گردن میں ایک گولی لگی اور وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سجدہ کی حالت میں شہید ہوئے۔

جیسا کہ میں نے کہا ہے بڑی عاجزی سے اور بڑی وفا سے انہوں نے اپنی جماعت کی خدمات بھی ادا کی ہیں اور عہدِ بیعت کو بھی نبھایا ہے۔ شہادت کا رتبہ تو ان کو فوج میں بھی بعض ایسے حالات پیدا ہوئے جب مل سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کی کوئی نہ کوئی نیک ادا پسند آتی ہے۔ ان کی یہ ادا پسند آئی کہ شہادت کا رتبہ تو دیا لیکن مسیح محمدی کے ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتے ہوئے دیا اور عبادت کرتے ہوئے دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

پھر اسلم بھروانہ صاحب شہید ہیں جو مکرم مہر راجہ خان بھروانہ صاحب کے بیٹے تھے۔ شہید مرحوم کے والد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے دور میں بیعت کی۔ جھنگ کے رہنے والے تھے۔ ٹیکسلا یونیورسٹی سے مکینیکل انجینئرنگ کی اور 1981ء سے پاکستان ریلوے میں ملازمت اختیار کی۔ مجلس انصار اللہ کے بڑے اچھے رکن تھے، جمعہ کے روز آپ عام طور پر مسجد میں کھڑے ہو کر اعلانات کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی خطبہ سے پہلے اعلان کر کے فارغ ہوئے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 59 سال تھی۔ ان کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی ہے۔ نسیم مہدی صاحب اور پروازی صاحب کے یہ برادرِ نسبتی تھے، بہنوئی تھے اور مولوی احمد خان صاحب ان کے خسر تھے۔ پاکستان ریلوے مکینیکل انجینئرنگ میں چیف انجینئر تھے اور بیسویں گریڈ کے افسر تھے اور اکیسویں گریڈ کے لئے فائل جمع کروائی ہوئی تھی اور چند روز میں ان کی ترقی ہونے والی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ عظیم رتبہ ان کو عطا فرمایا ہے جس کے سامنے ان گریڈوں اور ان ترقیوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ ان کے بارے میں ڈیوٹی پر موجود ایک خادم نے بتایا کہ مکرم اسلم بھروانہ صاحب کو تہہ خانہ میں بھجوانے کی کوشش کی گئی مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں یہیں رہوں گا۔ آپ دوسروں کو تہہ خانے میں لے جائیں اور خود ہال سے باہر صحن میں نکلے تاکہ دوسروں کی خبر گیری کر سکیں۔ جب دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے دہشتگرد نے ان پر فائرنگ کر دی۔

شہید مرحوم اہم جماعتی عہدوں پر فائز رہے۔ سابق قائد علاقہ راولپنڈی اور لاہور کے علاوہ سیکرٹری تربیت نومبائعین، سیکرٹری جائیداد لاہور، لاہور کا ہانڈو گجر میں قبرستان ہے اس کے نگران، بہت اخلاص سے دن رات محنت کرنے والے تھے اور بہت بہادر انسان تھے۔ جب کوئٹہ میں بسلسلہ ملازمت تعینات تھے تو ضیاء الحق اس وقت صدرِ پاکستان تھے۔ ان کی آمد پر ریلوے آفیسر ہونے کی وجہ سے ان کو آگے سیٹ ملی۔ جب وہاں جو فنکشن تھا اس میں آگے بیٹھے ہوئے تھے، پہلی لائن پر، اور وہاں ان دنوں کلمے کی مہم بھی چل رہی تھی۔ مطلب ہے کہ احمدیوں کو منع کیا تھا، نیا نیا آرڈیننس آیا تھا انہوں نے کلمے کا بیج لگایا ہوا تھا اور آ کے آگے بیٹھ گئے۔ تو گورنر نے ان کو پیغام بھیجا کہ آپ یا تو پیچھے چلے جائیں یا کلمے کا بیج اتار دیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو میں کلمے کا بیج اتار سکتا ہوں اور نہ ڈر کی وجہ سے پیچھے جا سکتا ہوں۔ آپ اگر چاہیں تو مجھے بے شک گھر بھیج دیں یعنی نوکری سے فارغ کر دیں۔ بہرحال ڈٹے رہے۔ اس طرح کے ابتلاء کے دور میں لاہور کے قائد علاقہ رہے ہیں اور حالات کے پیشِ نظر احمدی نوجوانوں کو ڈیوٹی کے لئے ہمیشہ انہوں نے تیار کیا۔ خود بھی لمبے عرصے تک گیٹ پر ڈیوٹی دیتے رہے۔ بہت مدد کرنے والے اور خدمتِ خلق کرنے والے انسان تھے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ خلافت اور جماعت سے عشق تھا۔ جماعتی کام کو ترجیح دیتے تھے۔ زندگی وقف کرنے کی بہت خوشی تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد زندگی وقف کی تھی اور صحت کا خیال اس لئے رکھتے تھے کہ میں نے وقف کیا ہوا ہے اور جماعت کے کام آ سکوں۔ باجماعت نماز کے پابند اور دیانتدار افسر تھے اس لئے ان کی ہر جگہ بہت عزت کی جاتی تھی۔ جب یہ تعلیم حاصل کر رہے تھے تو جماعتی طور پر ان کا خرچ اٹھایا جاتا تھا۔ اس لئے باقاعدگی سے کفالت یتامیٰ میں چندہ ادا کیا کرتے تھے۔ یتامیٰ کی طرف سے ان کا خرچ اٹھایا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی دیگر چندہ جات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ شہید مرحوم کی ایک عزیزہ نے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ آواز آئی ’’شہیدوں کو چننے کے لئے تیار ہو جاؤ‘‘۔

خود مَیں نے بھی ان کو دیکھا ہے بڑی عاجزی سے کام کرنے والے تھے اور مرکزی کارکنان، جس لیول کا بھی کارکن ہو، اس کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اشرف بلال صاحب شہید ابن مکرم محمد لطیف صاحب۔ شہید مرحوم کے اکثر رشتے دار غیر از جماعت ہیں۔ ان کے نانا مکرم خدا بخش صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ برطانیہ کے شہری تھے۔ ان دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے۔ مالی خدمات میں حصہ لینے والے تھے۔ انہوں نے شالیمار ٹاؤن کی بیت الذکر تعمیر کروا کر جماعت کو عطیہ کرنے کی سعادت پائی۔ انجینئرنگ کے شعبہ سے وابستہ تھے۔ اپنی ورکشاپ فیکٹری بنائی ہوئی تھی۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 56 سال تھی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی خدمات، سیکرٹری تحریکِ جدید وغیرہ کے طور پر بھی انجام دے رہے تھے۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔ موصی تھے۔ ان کے بائیں کندھے کے پیچھے سے گولی لگ کر سامنے دل سے نکل گئی تھی اور مضبوطی سے انہوں نے ہاتھ جسم کے قریب کر کے جیب میں ڈالا اور ڈرائیور کو فون کیا کہ مجھے گولی لگی ہے لیکن کسی کو بتانا نہیں ہے۔ اسی طرح ایک گولی ان کی گردن پر بھی لگی۔ ایک بچہ نثار احمد نام کا جو بچپن سے ان کے پاس تھا۔ اس کے بارے میں دیکھنے والوں نے بتایا کہ ان کو گرتے ہوئے اس بچے نے بازوؤں میں لے لیا۔ لیکن وہ نیم مردہ حالت میں آ گئے۔ نثار نے ان کا سر اٹھا کر جب ان کے دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کی ہے تو دہشتگرد نے ایک اور گولیوں کی بوچھاڑ کی جس سے وہ لڑکا نثار احمد بھی شہید ہو گیا اور وہ بھی شہادت پاتے ہوئے اپنی وفاداری کا ثبوت دے گیا۔ ہر وقت ذکرِ الٰہی اور استغفار میں مصروف رہتے تھے۔ نمازوں میں خوب روتے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں میں وجہ پوچھتی تھی تو کہتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں مَیں تو اس قابل نہ تھا۔ خدمتِ خلق اور مالی قربانی میں بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔ ہر ماہ کئی لاکھ روپیہ خدمتِ خلق کے لئے خرچ کر دیتے تھے۔ ایک فری ڈسپنسری چلا رہے تھے۔ بہت سے لوگوں کو ماہانہ خرچ دیتے تھے۔ جو کوئی بھی ان کے پاس مدد کے لئے آتا تو کہتے کہ اب کسی اور کے پاس نہیں جانا، میرے سے لیا کرو۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں اشرف صاحب کا رویہ دو ماہ سے مختلف ہو رہا تھا۔ جلدی جلدی تمام کام مکمل کروا رہے تھے۔ یو۔کے والے گھر کی دیوار اونچی کروائی اور مجھے نصیحت کی کہ اب تم ایک ملازمہ رکھ لو اور یہاں سے ایک لڑکی کے ویزے کا کام مکمل کروایا کہ اس کو ساتھ لے کر جانا ہے۔ شہادت سے پندرہ روز قبل مجھے مختلف کاموں کی انجام دہی کے لئے وصیت کی تو میں نے کہا کہ میں یہ نہیں کر پاؤں گی۔ تو جواباً کہا کہ نہیں تم اچھی طرح سنبھال لو گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

کیپٹن ریٹائرڈ مرزا نعیم الدین صاحب شہید ابن مکرم مرزا سراج دین صاحب۔ یہ شہید فتح پور ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ خاندان میں سب سے پہلے ان کے دادا نے بیعت کی تھی۔ مرزا محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان آپ کے تایا تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 56 سال تھی اور دارالذکر میں شہید ہوئے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ نے ان کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جمعہ کے روز بیٹی کے گھر کھانا کھاتے تھے۔ زخمی حالت میں کوئی دو بجے کے قریب بیٹی کو گھر فون کیا کہ والدہ کا دھیان رکھنا۔ ان کی اہلیہ نے کہا پھر میں نے فون پکڑا، تو کہا کہ ٹھیک ہو؟ مَیں نے کہا کہ ہاں جی ٹھیک ہوں۔ کہا کہ اللہ حافظ۔ بیٹے عامر کا پتہ کرواتے رہے۔ دو افراد کو فوجی نقطۂ نظر سے جان بچانے کے طریقے بتائے جس سے بفضلہٖ تعالیٰ وہ دونوں محفوظ رہے۔ خود یہ محراب کے قریب دیوار کے ساتھ بیٹھی ہوئی حالت میں شہید ہو گئے۔ ان کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ اس سانحے میں ان کا بیٹا عامر نعیم بھی زخمی ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ ہمارے دونوں خاندانوں میں ہماری ازدواجی زندگی ایک مثال تھی۔ پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں اور ہر بیٹی کی پیدائش پر یہ کہتے تھے کہ ’رحمت آئی‘ اور ہر بیٹی کی پیدائش کے بعد ان کی ترقی ہوئی۔ یہ ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بیٹیاں پیدا ہونے پر بعض دفعہ بیویوں کو کوستے ہیں اور یہ شکایات مجھے اکثر آتی رہتی ہیں۔ سپاہی سے یہ کیپٹن تک پہنچے اور دیانتداری کی وجہ سے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ بڑے بہادر انسان تھے۔ 1971ء کی جنگ اور کارگل کی لڑائی میں حصہ لیا۔ شہادت کی بڑی تمنا تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمنا بھی ان کی اس رنگ میں پوری فرمائی۔ عبادت کرتے ہوئے ان کو شہادت کا رتبہ دیا۔

کامران ارشد صاحب ابن مکرم محمد ارشد قمر صاحب۔ ان کے دادا مکرم حافظ محمد عبداللہ صاحب اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدی تھے۔ انہوں نے 1918ء میں بیعت کی۔ پارٹیشن کے وقت ضلع جالندھر سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ بوقتِ شہادت شہید کی عمر 38 سال تھی اور دارالذکر میں انہوں نے شہادت پائی۔

شہید مرحوم کی تعلیم بی اے تھی۔ کمپوزنگ کا کام کرتے تھے اور خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔ بطور سیکرٹری تعلیم جماعت کی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ اس کے علاوہ mta لاہور میں 1994ء سے رضا کارانہ خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ اس سے پہلے دارالذکر میں شعبہ کتب میں بھی خدمت سرانجام دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ شروع ہونے کے وقت بہادری کے ساتھ جان کی پرواہ کئے بغیر mta کے لئے ریکارڈنگ کرنے کے لئے نکلے مگر اس دوران دہشتگردوں کی فائرنگ کی زد میں آ کر شہید ہو گئے۔ اہلِ خانہ نے بتایا کہ بہت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حلیم طبع انسان تھے۔ بچوں کی نماز کی خصوصی نگرانی کرتے اور پچھلے ایک ماہ سے دارالذکر کے کام میں مصروف تھے۔ شہادت سے تین چار روز قبل خلافِ معمول نہایت سنجیدہ اور خاموش رہے۔ قرآنِ شریف کی تلاوت کے بغیر گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ ان کے بارے میں جب ان کی والدہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جمعہ کے روز فجر کے بعد خواب میں دیکھا کہ گھر میں شادی کا ماحول ہے۔ باہر گلی میں احمدی عورتیں بیٹھی ہیں وہ مجھے دیکھ کر خوش ہوتی ہیں اور میرے گلے میں ہار ڈالتی ہیں۔ ایک عورت نے مجھے گلے لگایا اور ایک گولڈن پیکٹ دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے تو مہندی کر لی ہے۔ آپ نے کب کرنی ہے؟ میں نے کہا کہ گھر جا کر کرتے ہیں۔ یہ والدہ کی خواب تھی۔ شہید مرحوم کے بھائی نے اپنی خواب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ کامران بہت سارے پھولوں میں کھڑا ہے۔ شہید کی والدہ لمبا عرصہ حلقہ دارالذکر کی صدر رہی ہیں اور والد سیکرٹری مال رہے ہیں۔ اس حادثے میں شہید کے ماموں مظفر احمد صاحب بھی شہید ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

اعجاز احمد بیگ صاحب شہید ابن مکرم انور بیگ صاحب ۔ یہ شہید مرحوم قادیان کے قریب لنگر وال گاؤں کے رہنے والے تھے۔ والدہ کی طرف سے محمدی بیگم کے رشتے دار تھے۔ تیمور جان صاحب ابن عبدالمجید صاحب (نظام جان) کے بہنوئی تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ سے وابستہ تھے اور دارالذکر میں شہید ہوئے۔ اہلیہ ان کے بارے میں بیان کرتی ہیں کہ ان کو یورین انفیکشن تھی اور دو سال سے بیمار تھے۔ دو مہینے کے بعد پہلی دفعہ جمعہ پڑھنے گئے اور جمعہ سے پہلے خاص طور پر تیاری کی۔ دو ماہ کے بعد صحت میں بہتری آئی اور ان کو تیار ہوا دیکھ کر کہتی ہیں مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ آج پہلے کی طرح اچھے لگ رہے ہیں۔ لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ بہت سادہ اور متوکل انسان تھے۔ کبھی پریشان نہ ہوتے تھے۔ صابر تھے، کبھی کسی کے منفی طرزِ عمل کے جواب میں ردّعمل کے طور پر منفی طرزِ عمل نہیں دکھایا۔ آپ پرائیویٹ ڈرائیونگ کرتے تھے۔ ان دنوں جنرل ناصر صاحب شہید کے ڈرائیور کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند کرے۔

مرزا اکرم بیگ صاحب شہید ابن مکرم مرزا منور بیگ صاحب ۔ یہ شہید مرحوم مرزا عمر بیگ صاحب کے پوتے تھے اور عمر بیگ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی۔ پارٹیشن کے وقت قادیان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ایوب اعظم بیگ صاحب شہید آف واہ کینٹ ان کے حقیقی ماموں تھے۔ ان کے ماموں کو واہ کینٹ میں میرا خیال ہے 98-1997ء میں شہید کیا گیا۔

بوقتِ شہادت شہید کی عمر 58 سال تھی۔ مجلس انصاراللہ کے ممبر تھے اور دارالذکر میں ہی شہید ہوئے۔ موصوف کی شہادت گرینیڈ کے شیل لگنے سے ہوئی تھی۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اپنے بیٹے کو فون کیا اور کہا کہ میں زخمی ہوں میرے لئے دعا کرنا اور اہلیہ کے ساتھ بات کی کہ میں معمولی سا زخمی ہوں میرے لئے دعا کریں۔ بڑا بیٹا فرحان بھی مسجد میں ساتھ موجود تھا جو ان کو تلاش کرتا رہا لیکن اندازہ ہے کہ جب یہ افواہ مشہور ہوئی کہ دہشتگرد چلے گئے ہیں اور جو کارروائی وہ کر رہے ہیں ختم ہو گئی ہے تو باہر نکلتے ہوئے ان کو گولی لگی جو غلط اعلان تھا۔ بڑے عبادت گزار تھے پانچ وقت کے نمازی، بہت ہمت والے انسان تھے۔ ہر سال اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ اصول پسند اور وقت کی پابندی کرنے والے تھے۔ ان کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمارا گھر گھڑی کی سوئی پر چلتا تھا۔ بزرگوں کا احترام کرنے والے تھے، بچوں سے بہت پیار تھا۔ اپنے داماد سے اکثر ذکر کرتے کہ عبادت میں جو پانا چاہ رہا ہوں وہ ابھی تک نہیں ملا، شاید کچھ کمی ہے۔ شہید مرحوم نے کچھ عرصہ قبل خود خواب میں دیکھا کہ میں کسی پُل پر چل رہا ہوں اور سات آٹھ قدم چلنے کے بعد پل ختم ہو گیا ہے۔ خود ہی اس کی تعبیر کی کہ زندگی تھوڑی رہ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند مقام دیا۔ شہید مرحوم کے بچے بتاتے ہیں کہ جب بھی کسی کی شہادت ہوتی تو کہا کرتے تھے کہ کبھی ایسا موقع آئے کہ ہم بھی شہید ہوں۔ اپنے ماموں کی شہادت پر کہا کہ کاش ان کو لگنے والی گولی مجھے لگی ہوتی۔ موصوف نے شادی سے پہلے خود خواب میں دیکھا کہ گھر میں صحن میں کھڑا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بالائی منزل سے مجھے دیکھ رہے ہیں اور میں حضور علیہ السلام کو دیکھ کر کہتا ہوں 'یہ تو حضور ہیں'۔ خواب میں خانہ کعبہ کی زیارت بھی کی۔ شہادت سے چند دن پہلے خواب میں دیکھا کہ سفید چاول کھا رہا ہوں۔ اکثر معبّرین جو ہیں وہ اس کی یہ بھی تعبیر کرتے ہیں کہ کسی کی خواہش کا پورا ہونا اور بلند درجہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

منور احمد خان صاحب شہید ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب ۔ یہ ڈیریاں والا ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔ عرفان اللہ خان صاحب امیر ضلع نارووال کے کزن تھے اور قالینوں کا ان کا کاروبار تھا شہادت کے وقت ان کی عمر 61 سال تھی۔ دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپنے چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ ان کی تدفین لاہور میں ہانڈو گجر قبرستان میں ہوئی ہے۔ بچوں کو خاص طور پر تربیتی کلاسز میں حصہ لینے کی تاکید کرتے۔ نیک انسان تھے، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا۔ اہلیہ بتاتی ہیں کہ اس سے قبل جب حالات خراب ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو میرے بچوں کو احمدیت اور خلافت سے منسلک رکھنا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی دعائیں اور خواہشات اپنی اولاد کے حق میں پوری فرمائے۔

عرفان احمد ناصر صاحب شہید ابن مکرم عبدالمالک صاحب ۔ شہید مرحوم کے دادا میاں دین محمد صاحب نے 1934ء میں بیعت کی تھی۔ بدوملہی ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔ ان کی پڑنانی محترمہ حسین بی بی صاحبہ حضرت مصلح موعودؓ کی بیٹی صاحبزادی امۃ القیوم کی رضاعی والدہ تھیں۔ شہید مرحوم کے والد مکرم عبدالمالک صاحب کو نمائندہ الفضل، نمائندہ تشحیذ و خالد برائے لاہور اور سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری وصایا ضلع لاہور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بوقتِ شہادت شہید کی عمر 31 سال تھی اور مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور منتظم اشاعت خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ موصوف نے دارالذکر میں شہادت پائی۔ ان کے بھائی بتاتے ہیں کہ ان کی ڈیوٹی عموماً ٹریفک کنٹرول پر ہوتی تھی۔ اس حوالے سے غالباً امکان یہی ہے کہ یہ سب سے پہلے شہید یا پہلے چند شہیدوں میں سے ہوں گے۔ نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ اطاعت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ کبھی کسی کام سے انکار نہیں کیا۔ نہایت خدمت گزار تھے۔ علاقے میں سماجی کارکن کے نام سے مشہور تھے۔

مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب شہید ابن مکرم مہر اللہ یار بھروانہ صاحب ۔ یہ محمد اسلم بھروانہ صاحب شہید کے بھانجے تھے اور یہ بھی ضلع جھنگ کے رہنے والے تھے اور ریلوے میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر کلرک کی پوسٹ پر ملازمت کر رہے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 30 سال تھی۔ خدام الاحمدیہ کے بہت ہی فعال اور ذمہ دار رکن تھے۔ ان کو متعدد تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ شہید مرحوم نے دارالذکر میں شہادت پائی اور نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ ہمیشہ خدمتِ دین کا موقع تلاش کرتے رہے اور ہر آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ بہت مخلص احمدی تھے۔ آخری وقت تک فون پر معتمد صاحب ضلع شہباز احمد کو وقوعہ کے بارے میں اطلاع دیتے رہے اور اطلاع دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ایک خادم شعیب نعیم صاحب نے بتایا کہ سجاد صاحب آئے اور مجھے کہتے ہیں کہ مجھے آج یہاں ڈیوٹی دینے دیں۔ میرا یہ دارالذکر میں آخری جمعہ ہے اس کے بعد میں نے گاؤں چلے جانا ہے۔ چنانچہ میری جگہ انہوں نے ڈیوٹی دی اور اس ڈیوٹی کے دوران شہید ہو گئے۔ گاؤں تو نہیں گئے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ لے گیا جہاں ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہے۔ بہت خدمت گزار تھے۔ اپنی ملازمت کے فوراً بعد جماعتی دفتر میں تشریف لے آتے تھے اور رات گیارہ بارہ بجے تک وہیں کام کرتے تھے۔ شہید مرحوم کی اہلیہ نے بتایا کہ ایک ہفتہ پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ سجاد زخمی حالت میں گھر آئے ہیں اور کہا ہے کہ میرے پیٹ میں شدید تکلیف ہے۔ میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو خون بہہ رہا تھا۔ اور شہید مرحوم کے پیٹ میں گولیاں لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

مسعود احمد اختر باجوہ صاحب شہید ابن مکرم محمد حیات باجوہ صاحب ۔ شہید مرحوم کے والد صاحب 7R / 191 ضلع بہاولنگر کے رہنے والے تھے۔ پیچھے سے یہ سیالکوٹ کے تھے۔ ان کے والد صاحب اپنے خاندان میں احمدیت کا باثمر پودا لگانے والے تھے۔ ان کی وجہ سے ان کے خاندان میں احمدیت آئی۔ انہوں نے حضرت مولوی عبداللہ باجوہ صاحب آف کھیوہ باجوہ کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ آپ کے ایک بھائی چک میں صدر جماعت ہیں۔ آپ نے بہاولنگر سے تعلیم حاصل کی، پھر ربوہ سے پڑھے واپڈا کے ریٹائرڈ افسر تھے۔ 1975ء سے لے کر 2000ء تک ملازمت کے سلسلہ میں کوئٹہ رہے اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ 2001ء میں لاہور شفٹ ہوئے۔ مجلس انصاراللہ کے محنتی اور فعال ممبر تھے۔ زعیم انصاراللہ اور امیر حلقہ دارالذکر تھے۔ معاون سیکرٹری اصلاح وارشاد و اشاعت ضلع اور سیکرٹری تعلیم القرآن حلقہ دارالذکر بھی تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر 72 سال تھی۔ آپ نے دارالذکر میں شہادت پائی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر حامد صاحب امریکہ میں ہوتے ہیں انہوں نے بتایا کہ میں نے گرین کارڈ کے لئے اپلائی کرنا تھا مگر بوجوہ نہیں کر سکا۔ تو میرے والد نے مجھے ایک ہزار ڈالر بھجوائے اور کہا کہ فوراً گرین کارڈ کے لئے اپلائی کرو جلدی میں پاکستان آنا پڑ سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اپلائی کر دیا اور پچیس دنوں میں ہی گرین کارڈ مل گیا۔ عموماً کہتے ہیں کہ چھ ماہ لگتے ہیں۔ اور اس طرح وہ والد کی شہادت پر پاکستان پہنچ بھی گئے۔ ان کے بارے میں معلوم ہوا کہ شہادت سے پہلے جو زخم آنے سے خون بہہ رہا تھا تو ایک پڑوسی میاں محمود احمد صاحب کو کہا کہ میں گیا۔ میرے بچوں کا خیال رکھنا۔ انہوں نے کپڑا اپھاڑ کر ان کے زخم کو باندھا۔ لوگوں کو آخر وقت تک سنبھالتے رہے۔ ایک نوجوان بچے کو سارے عرصے میں پکڑ کر اس کی حفاظت کی خاطر اپنے پیچھے رکھا کہ اس کو نہ گولی لگ جائے۔ سب کا خیال کرتے رہے اور دعا کی تلقین کرتے رہے۔ خود بھی درود شریف پڑھتے رہے اور اپنے پڑوسی میاں محمود صاحب کو بھی تلقین کرتے رہے۔

شہید مرحوم کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ ہر بندے سے بے غرض تعلق تھا۔ جمعہ سے پہلے پڑوسیوں کو جمعہ کے لئے نکالتے اور ہر کسی سے گرمجوشی کے ساتھ ملتے اور طبیعت مزاحیہ بھی تھی ہر ایک کی دلجوئی فرماتے۔ مسعود صاحب کی آخری خواہش تھی کہ میرا بیٹا مربی بن جائے جو کہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں اس سال درجہ

خامسہ میں تعلیم حاصل کررہا ہے۔قناعت پسند تھے، چھوٹا سا گھر تھا لیکن بڑے خوش تھے۔میرے خطبات جو ہیں بڑے غور سے سنتے تھے اور سنواتے تھے۔اسی طرح مرکزی نمائندگان اور بزرگانِ سلسلہ کے بارے میں ان کی خواہش ہوتی تھی کہ ان کے گھر آئیں اور ان کو خدمت کا موقع ملے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی تمام دعائیں اور نیک خواہشات جو اپنے بچوں کے لئے اور واقفِ زندگی بچے کے لئے تھیں، ان کو بھی پورا فرمائے۔اور اس واقفِ زندگی بچے کو وقف کا حق نبھانے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

محمد آصف فاروق صاحب شہید ابن مکرم لیاقت علی صاحب۔ان کے والد صاحب نے 1994ء میں بیعت کی تھی۔1994ء میں ایک آدمی ان کے والد صاحب کو مکرم مولانا مبشر کاہلوں صاحب کے پاس لے گیا۔انہوں نے کہا کہ کوئی سوال پوچھیں تو انہوں نے کہا میرا کوئی سوال نہیں بس بیعت کرنا چاہتا ہوں۔تو یہ ہے نیک فطرتوں کا ردّعمل۔جب بات سمجھ آجاتی ہے تو کوئی سوال نہیں۔جس پر اس کے بعد پھر پوری فیملی نے بیعت کر لی۔بوقتِ شہادت موصوف کی عمر 30 سال تھی۔انہوں نے بی اے ماس کمیونیکیشن (Mass Communication) میں کیا ہوا تھا۔خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔mta لاہور کے بڑے فعال کارکن تھے۔سمعی بصری شعبہ میں خدمت سرانجام دے رہے تھے۔موصی تھے۔دارالذکر میں انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔یہ شہید بھی دہشت گردوں کے حملے کے دوران mta کے لئے ریکارڈنگ کرنے کے لئے نکل پڑے اور اسی سلسلے میں اوپر کی منزل سے اتر رہے تھے کہ دہشت گرد کی گولی سے شہید ہو گئے۔ پچھلے تین سال مسلسل دارالذکر رہ کر کام کیا۔شہادت سے ایک دن قبل اپنی ملازمت سے رخصت لی اور جمعہ کے لئے صبح گھر آئے اور کہا کہ میں آج سارے کام ختم کر آیا ہوں۔اور کہا کرتے تھے کہ میرا جینا اور مرنا یہیں دارالذکر میں ہے۔والد، والدہ اور بھائی نے کہا کہ شہادت ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔خدا کرے کہ یہ خون جماعت کی آبیاری کا باعث ہو۔یہ ان کے جذبات ہیں۔شہید بڑے نیک فطرت اور ہمدرد انسان تھے۔ان کے تین ہی ٹھکانے تھے۔یا دفتر یا دارالذکر یا گھر۔کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔ایک دفعہ ان کی والدہ نے پوچھا تمہیں بیٹا غصہ نہیں آتا؟ انہوں نے کہا ہم جیسے کام کرنے والوں کو کبھی غصہ نہیں آتا۔ والد صاحب نے بتایا کہ چند سال پہلے خواب میں دیکھا کہ کسی نے میرے دل پر گولی چلائی ہے، جس کی تعبیر میں نے اپنے اوپر لاگو کی۔لیکن جب میرا بیٹا شہید ہوا تو پتہ لگا کہ اس کی تعبیر یہ تھی۔ان کی شہادت کے چند دن بعد 5 جون کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اہلیہ کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک، صالح اور خادمِ دین بنائے اور وہ لمبی عمر پانے والے ہوں۔

شیخ شمیم احمد صاحب شہید ابن مکرم شیخ نعیم احمد صاحب۔شہید مرحوم حضرت محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے تھے۔اور حضرت کریم بخش صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے تھے۔شہید مرحوم کے دادا مکرم شیخ محمد حسین صاحب حلقہ سلطان پورہ کے چالیس سال تک صدر رہے۔ان کے دور میں ہی وہاں مسجد تعمیر ہوئی۔شہید اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔اور گھر کے واحد کفیل تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 38 سال تھی۔بینک ''الفلاح'' میں ملازمت کرتے تھے۔خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال رکن تھے۔آڈیٹر حلقہ الطاف پارک کے طور پر خدمت سرانجام دے رہے تھے۔دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔مالی خدمات میں پیش پیش تھے۔اخلاق میں بہت اعلیٰ تھے۔ہمیشہ پیار اور محبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔ہر کام بڑی سمجھداری سے کرتے تھے۔ان کے دفتر کے لوگ جو غیر از جماعت تھے، افسوس کرنے آئے تو انہوں نے بتایا کہ ہر وقت ہنستے رہتے تھے اور ہنساتے رہتے تھے۔والدہ بیمار تھیں تو ساری ساری رات جاگ کر خدمت کی۔والد بیمار ہوئے تو ساری ساری رات جاگ کر انہیں سنبھالا۔انہوں نے گھر کے باہر مین گیٹ کے اوپر کلمہ طیبہ لکھوایا ہوا تھا۔مسجد میں جب واقعہ ہوا تھا تو پونے دو بجے اپنے کزن کو فون کیا اور واقعہ کی تفصیل بتائی۔ لوگوں نے بعد میں بتایا کہ امیر صاحب کے آگے کھڑے رہے۔دہشتگرد نے ان سے کہا کہ تیرے پیچھے کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میری بیوی، میرے بچے اور میرا خدا۔تو دہشتگرد نے کہا کہ چل پھر اپنے خدا کے پاس اور گولیاں برسا دیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ان کی والدہ کہتی ہیں میرا بیٹا بہت پیارا تھا۔میرا بڑا خیال رکھتا تھا۔ہر خوبی کا مالک تھا، ہر کسی کے کام آتا تھا۔اہلیہ نے بتایا کہ میرے خسر بیان کرتے ہیں کہ ان کے بچے فوت ہو جاتے تھے اور ان کو ایک وقت میں اللہ تعالیٰ سے شکوہ ہو گیا کہ بچے کیوں نہیں دیتا تو الفضل میں ایک خاتون کی تحریر پڑھی کہ جب اللہ مجھے بچے دے گا تو میں تحریکِ جدید کا چندہ ادا کروں گی۔تو کہتے ہیں یہ پڑھ کر انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں آج سے ہی تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کا چندہ شروع کرتا ہوں تُو مجھے بیٹا عطا کر، جس پر میرے خاوند کی پیدائش ہوئی تھی۔ان کی اہلیہ کہتی ہیں ان کی زندگی چندوں ہی کی مرہونِ منت ہے۔شہید مرحوم نے کچھ عرصہ پہلے خود اپنا ایک خواب سنایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے بچے مجھے دے دو جس پر آپ نے تمام بچوں کو وقف کر دیا جو وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

محمد شاہد صاحب شہید ابن مکرم محمد شفیع صاحب۔شہید مرحوم کے دادا مکرم فیروز دین صاحب 1935ء میں احمدی ہوئے۔ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔بوقتِ شہادت موصوف کی عمر 28 سال تھی۔اور خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال ممبر تھے۔دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔جمعہ کے وقت محراب کے ساتھ امیر صاحب کے قریب ان کی ڈیوٹی تھی۔اپنی ڈیوٹی پر کھڑے تھے۔والد صاحب اور دوستوں کو شہادت سے قبل فون کر کے کہا کہ میں ان دہشتگردوں کو پکڑنے کی کوشش کروں گا۔چہرے پر ناخن لگنے کے نشان تھے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی کے ساتھ لڑائی ہوئی ہو۔شہادت سے چند دن قبل دوستوں سے کہا کہ میرے ساتھ اگر کسی کا لین دین ہو تو مکمل کر لیں۔سگریٹ نوشی کی ان کو بری عادت تھی وہ بھی کئی مہینے پہلے چھوڑ دی تھی۔اور آخری بات بھائی کے ساتھ ہوئی، بڑی دھیمی آواز میں کہا کہ امی کو نہ بتانا وہ پریشان ہوں گی۔نمازوں کے پابند تھے۔ہر جمعہ سے قبل صدقہ دینا معمول تھا اور اب بھی جب جمعہ پڑھنے ڈیوٹی پر مسجد میں آئے ہیں تو ان کی جیب میں سے اس تاریخ کی بھی 50 روپے صدقہ کی رسید نکلی۔علاقے کے چوکیدار نے رو رو کر بتایا کہ ہمیشہ مجھے جھک کر سلام کیا کرتے تھے۔دونوں بھائی اکٹھے ہی ایک دکان کرتے تھے۔چھوٹے بھائی نے ان کو کہا کہ آج مجھے جمعہ پر جانے دو۔تو انہوں نے کہا نہیں اس دفعہ مجھے جانے دو، اگلی دفعہ تم چلے جانا۔ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔والدین جب بھی شادی کے لئے کہتے تو کہتے پہلے چھوٹی بہن کی شادی کر لوں۔اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت اور مغفرت کی چادر میں لپیٹے۔

پروفیسر عبدالودود صاحب شہید ابن مکرم عبدالمجید صاحب۔یہ حضرت شیخ عبدالحمید صاحب شملوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔اور گورنمنٹ کالج باغبان پورہ لاہور میں انگلش کے پروفیسر تھے۔جماعتی خدمات میں فعال تھے۔ان کی اہلیہ بھی اپنے حلقہ کی صدر لجنہ اماء اللہ ہیں۔ خلافت جوبلی کے موقع پر ان کی کوششوں سے حلقہ میں بہت بڑا جلسہ منعقد ہوا۔بڑے حلیم طبع، ملنسار اور نفیس طبیعت کے مالک تھے۔کلمہ کیس میں اسیرِ راہِ مولیٰ بھی رہے۔سات سال مقدمہ چلتا رہا۔شہادت کے وقت ان کی عمر 55 سال تھی۔انگلش کے پروفیسر تھے۔ایل ایل بی بھی کیا ہوا تھا۔موصوف مجلس انصار اللہ کے انتہائی محنتی اور مخلص کارکن تھے۔نائب زعیم انصار اللہ لاہور چھاؤنی تھے۔خدام الاحمدیہ میں بھی کام کرتے رہے۔کچھ عرصہ صدر حلقہ مصطفیٰ آباد بھی خدمت انجام دی۔موصی تھے اور دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔شہید موصوف دہشتگردوں کی فائرنگ کے دوران مربی ہاؤس کی طرف جا رہے تھے کہ ایک دہشتگرد نے سامنے سے گولی چلائی اور موصوف مربی ہاؤس کے دروازے پر شہید ہو گئے۔ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت محبت کرنے والے اور نرم طبیعت کے مالک تھے۔کہتی ہیں کہ شادی کے 23 سالوں میں میرے خاوند نے کبھی کوئی ترش لفظ نہیں بولا۔بچوں سے دو معاملوں میں سختی کرتے تھے۔نماز کے معاملے میں اور گھر میں جاری ترجمۃ القرآن کلاس میں شرکت کے بارے میں۔اور ترجمہ قرآن کی کلاس جو لیتے تھے اس میں تقریباً سترہ سپارے پڑھ لئے تھے۔کہتی ہیں حدیث کا بھی گھر میں باقاعدہ درس ہوتا تھا۔چھوٹی عمر سے ہی بحیثیت عہدیدار کے خدمت کا موقع ملتا رہا۔کام کرنے کا جذبہ بہت زیادہ تھا۔عملی کام کے قائل تھے۔بڑے بھائیوں نے بتایا کہ بھائیوں سے دوستانہ تعلقات تھے۔بھائیوں میں ہر کام اتفاق رائے سے ہوتا۔کبھی کوئی مشکل پیش آتی تو شہید مرحوم کے مشورے سے مستفید ہوتے۔چھوٹے بھائی کا مکان بن رہا تھا۔سب بھائیوں نے قرض کے طور پر اس کو رقم دینے کا فیصلہ کیا اور مرحوم نے اپنے حصہ کی رقم سب سے پہلے ادا کی۔ اور شہید مرحوم ہم بھائیوں سے کہا کرتے تھے کہ جہاں بھی کوئی ضرورت مند ہو اس کی مدد کر کے مجھ سے رقم لے لیا کرو۔اللہ تعالیٰ ان کی نیکیاں ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے۔

ولید احمد صاحب شہید ابن مکرم چوہدری محمد منور صاحب۔شہید مرحوم کے دادا مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب سابق صدر جماعت محراب پور سندھ نے 1952ء میں احمدیت قبول کی تھی۔10 اپریل 1984ء کو محراب پور میں ہی ان کے دادا نے جامِ شہادت نوش کیا۔اسی طرح شہید مرحوم کے نانا مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب سابق امیر جماعت نوابشاہ سندھ کو 7 اپریل 1985ء کو معاندین احمدیت نے شہید کر دیا۔ان کے والد صدر عمومی ربوہ کے دفتر میں اعزازی کارکن ہیں۔شہادت کے وقت عزیز شہید کی عمر ساڑھے سترہ سال تھی اور میڈیکل کالج کے فرسٹ ائیر میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔وقفِ نو سکیم میں شامل تھا۔ موصی بھی تھا۔اس کی شہادت بھی دارالذکر میں ہوئی ہے۔اور لاہور کا جو سانحہ ہوا ہے اس میں سب سے کم عمر یہ عزیز بچہ ہے۔شہادت والے دن موصوف جمعہ کی ادائیگی کے لئے کالج سے سیدھے اپنے دوسرے احمدی ساتھی طالبعلموں سے پہلے دارالذکر پہنچ گئے۔سانحہ کے دوران موبائل پر رابطہ ہوا تو انہوں نے بتایا کہ میری ٹانگ میں گولی لگی ہے اور متعدد شہیدوں کی لاشیں میرے سامنے پڑی نظر آ رہی ہیں۔دعا کریں خدا تعالیٰ فضل فرمائے۔انہوں نے ایف ایس سی ربوہ سے کی تھی۔لاہور میں داخلہ ہوا۔جب آخری بار ربوہ سے لاہور گئے تو اپنے ساتھی خدام دوستوں سے باری باری گھر جا کر ملے اور سب سے کہا مجھے مل لیں میرا کیا پتہ کہ میں شہید ہو جاؤں۔شہید مرحوم پنج وقتہ نمازی تھے۔فرمانبردار تھے، سلجھے ہوئے تھے۔راستے میں آتے جاتے آنے والے ساتھیوں کو اپنے دوستوں کو مسجد میں لے کر جایا کرتے تھے۔کم گو اور ذہین نوجوان تھے۔

اپنی تین بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے۔شہادت کے ضمن میں شہید مرحوم کے بچپن کی سیکرٹری وقفِ نو نے بتایا کہ عزیزم ولید احمد کے بچپن کا ایک واقعہ ہے جب اس کی عمر گیارہ سال کی تھی تو ایک دن میں نے دورانِ کلاس سب وقفِ نو بچوں سے فرداً فرداً پوچھا کہ تم بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ جب عزیزم ولید کی باری آئی تو کہنے لگا کہ میں بڑا ہو کر اپنے دادا جان کی طرح شہید بنوں گا۔

شہید مرحوم کی اپنی تعلیمی ادارے میں مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شہادت کے بعد تدفین والے دن اس کے اساتذہ اور طلباء نے ایک ہی دن میں تین دفعہ تعزیتی تقریب منعقد کی جس میں شامل ہونے والے اکثر غیر از جماعت طالب علم تھے۔شہید مرحوم کے استاد نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ ہم ٹیچر اور ہمارے طالب علم تدفین میں شامل ہونے کے لئے ربوہ آنے کا پروگرام بنا چکے تھے کہ تمام طالب علم بلک بلک کر زار و قطار رونے لگے اور خدشہ پیدا ہوا کہ یہی حال رہا تو ربوہ جا کر ولید کا چہرہ دیکھ کر غم کی شدت سے بالکل بے حال نہ ہو جائیں اس لئے ہم نے مجبوراً یہ پروگرام ملتوی کر دیا اور کسی اور وقت آئیں گے۔اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ہزاروں لاکھوں ولید جماعت کو عطا فرمائے۔

محمد انور صاحب شہید ابن مکرم محمد خان صاحب۔ ان کا تعلق شیخوپورہ سے تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت میں انہوں نے بیعت کی۔ابتدائی عمر میں فوج میں بھرتی ہو گئے۔دس سال قبل ریٹائرڈ ہوئے تھے اور ساتھ ہی بیتِ نور ماڈل ٹاؤن میں بطور سکیورٹی گارڈ خدمت کا آغاز کیا اور تاوقتِ شہادت اس فریضے کو احسن رنگ میں انجام دیا۔شہادت کے وقت ان کی عمر 45 سال تھی۔مجلس ماڈل ٹاؤن میں ہی انہوں نے (جیسا کہ وہاں سکیورٹی گارڈ تھے) شہادت پائی۔موصی تھے۔اس واقعہ میں ان کا بیٹا عطاء الحئی بھی شدید زخمی ہوا جو ہسپتال میں ہے۔شہید مرحوم بحیثیت سکیورٹی گارڈ بیتِ نور کے مین گیٹ پر ڈیوٹی کر رہے تھے کہ دہشتگرد کو دور سے آتے دیکھا تو اپنے ساتھ کھڑے ایک خادم کو کہا کہ یہ آدمی مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا۔تو خادم نے کہا کہ آپ کو تو یوں ہی ہر ایک پر شک ہو رہا ہوتا ہے۔انہوں نے کہا نہیں، میں فوجی ہوں میں اس کی چال ڈھال سے پہچانتا ہوں۔بہرحال اسی وقت دہشتگرد قریب آیا اور اس نے فائرنگ شروع کر دی۔انہوں نے بھی مقابلہ کیا۔ایک خادم نے ان کو کہا کہ گیٹ کے اندر آ جائیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں، شیروں کا کام پیچھے ہٹنا نہیں۔اور ساتھ ہی جوان کے پاس ہتھیار تھا اس سے فائرنگ کی۔دہشتگرد زخمی ہو گیا۔لیکن پھر دوسرے دہشتگرد نے گولیوں کی ایک بوچھاڑ ماری جس سے وہیں موقع پر شہید ہو گئے۔بڑے خدمتِ دین کرنے والے تھے۔کبھی کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔مسجد کے غسل خانے خود صاف کرتے، جھاڑو دیتے۔اور جب مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی تو چوبیس چوبیس گھنٹے مسلسل وہیں رہے ہیں۔والدین کی بھی ہر ممکن خدمت کرتے۔ان کی اہلیہ کہتی ہیں تہجد میں پہلے باقاعدگی نہیں تھی۔ایک ماہ سے مسلسل تہجد پڑھ رہے تھے۔اور بچوں سے پہلا سوال یہی ہوتا تھا کہ نماز کی ادائیگی کی ہے یا نہیں اور قرآنِ کریم پڑھا ہے کہ نہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ملک انصار الحق صاحب شہید ابن مکرم ملک انوار الحق صاحب۔ یہ بھی قادیان کے ساتھ فیض اللہ گاؤں ہے وہاں کے رہنے والے ہیں۔اور پاکستانی آرمی کے ایک ڈپو میں سٹور کیپر تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 63 برس تھی۔مسجد دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی۔ساڑھے آٹھ بجے یہ نیا سوٹ پہن کر کسی کام سے نکلے اور وہیں سے نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے دارالذکر میں چلے گئے۔انہوں نے کبھی بھی نمازِ جمعہ نہیں چھوڑی تھی۔سامنے ہی کرسی پر بیٹھے تھے۔گرینیڈ پھٹنے سے زخمی ہو گئے اور اس طرح جسم میں مختلف جگہوں پر پانچ گولیاں لگیں۔زخمی حالت میں میو ہسپتال لے گئے جہاں پہنچ کر شہید ہو گئے۔ان کی بہو بتاتی ہیں کہ میرے ماموں بھی تھے اور خسر بھی۔وہ شہادت کے قابل تھے۔دل کے صاف تھے، عاجزی بہت زیادہ تھی۔کبھی کسی سے لڑائی نہیں چاہتے تھے، ہمیشہ صلح میں پہل کرنے والے تھے۔ان کی صرف معمولی تنخواہ تھی۔جو پنشن ملتی تھی اس سے لوگوں کا راشن وغیرہ لگایا ہوا تھا۔جماعت سے انتہائی طور پر وابستہ تھے اور خلافت سے بہت محبت کرتے تھے۔ماں باپ کی خدمت کرنے والے تھے۔اسی وجہ سے ملازمت کی مدت پوری ہونے سے قبل ہی ریٹائرمنٹ لے لی اور خدمت کے لئے آ گئے۔ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ عادت کے اتنے اچھے تھے کہ اگر اپنا اور اپنے بچوں کا قصور نہ بھی ہوتا تو رشتے داروں کے ساتھ صلح کے لئے بچوں سے بھی معافی منگواتے تھے۔خود بھی معافی مانگ لیتے تھے۔شہادت سے دو مہینے قبل اپنے خاندان کو بعض مسائل کے حوالے سے پانچ صفحات کا نصیحت آمیز خط لکھا اور اس میں اپنے بچوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا کہ میں اپنے بچوں سے بھی معافی مانگتا ہوں کہ اس وجہ سے میں تم سے معافی منگواتا تھا اگرچہ مجھے پتہ بھی ہوتا تھا کہ تمہاری غلطی نہیں ہے۔شہادت کے بعد کچھ لوگ ملنے آئے تو کہتے ہیں کہ انہوں نے تو ہمارا راشن لگایا ہوا تھا۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ناصر محمود خان صاحب شہید ابن مکرم محمد عارف نسیم صاحب۔ شہید مرحوم کے والد محمد عارف نسیم صاحب نے 1968ء میں بیعت کی تھی۔ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔پارٹیشن کے بعد یہ رائے ونڈ آ گئے۔پھر لاہور میں سیٹ ہو گئے۔شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے بڑے فعال کارکن تھے۔پرنٹنگ پریس ایجنسی کا کام کرتے تھے۔ان کے والد بھی بطور سیکرٹری زراعت اور والدہ بطور جنرل سیکرٹری ضلع لاہور خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔خود یہ بطور ناظم عمومی اور نائب قائد اول حلقہ فیصل ٹاؤن خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ناظم عمومی بھی تھے اور نائب قائد اول بھی تھے۔نظامِ وصیت میں شامل تھے۔دارالذکر میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 39 سال تھی۔شہید مرحوم کے بھائی مکرم عامر مشہود صاحب بتاتے ہیں کہ دارالذکر میں جب دہشتگردوں نے حملہ کیا تو میں ہال کے اندر تھا اور بھائی باہر سیڑھیوں کے پاس تھے۔دورانِ حملہ میری ان سے فون پہ بات ہوئی اور بھائی نے بتایا کہ میں محفوظ ہوں سیڑھیوں کے نیچے کافی لوگ موجود تھے۔دہشت گرد نے ان کی طرف گرینیڈ پھینکا تو بھائی نے گرینیڈ اٹھا کر واپس پھینکنا چاہا۔یہ وہی نوجوان ہیں جنہوں نے اپنے ہاتھ پر گرینیڈ لے لیا تاکہ دوسرے زخمی نہ ہوں یا ان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔لیکن اسی دوران گرینیڈ ان کے ہاتھ میں پھٹ گیا اور وہیں ان کی شہادت ہو گئی۔دوسروں کو بچاتے ہوئے شہید ہوئے۔شہید مرحوم نے گھر میں سب سے پہلے وصیت کی تھی اور گھر کے سارے کام خود سنبھالتے تھے۔رابطہ اور تعلق بنانے میں بڑے ماہر تھے۔کہتے ہیں ان کی شہادت پر غیر از جماعت دوست بھی بہت زیادہ ملنے آئے۔بھائی نے بتایا کہ جب ہم نے کار خریدی تو عید وغیرہ پر جاتے ہوئے پہلے ان لوگوں کو مسجد پہنچاتے تھے جن کے پاس کوئی سواری نہ ہوتی تھی اور دوسرے چکر میں ہم سب گھر والوں کو مسجد لے کر جاتے تھے۔شہادت سے ایک ہفتہ قبل خود خواب دیکھا۔خواب میں مجھے دیکھا کہ مَیں نے ان کی کمر پر تھپکی دی اور کہا کہ فکر نہ کرو سب اچھا ہو جائے گا۔اللہ کرے کہ یہ قربانیاں جماعت کے لئے مزید فتوحات کا پیش خیمہ ہوں۔اللہ تعالیٰ جماعت کو خوشیاں دکھائے۔

عمیر احمد ملک صاحب شہید ابن ملک عبدالرحیم صاحب۔ حضرت حافظ نبی بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہید مرحوم کے پردادا تھے۔یہ لوگ قادیان کے قریب فیض اللہ چک کے رہنے والے تھے۔ان کے دادا ملک حبیب الرحمٰن صاحب جامعہ احمدیہ میں انگلش پڑھانے کے علاوہ سکول اور کالج وغیرہ میں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔ٹی آئی سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے۔حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ سلسلہ گولڈ کوسٹ، شہید مرحوم کے والد مکرم عبدالرحیم صاحب کے تایا تھے۔شہید مرحوم خدام الاحمدیہ کے بہت ہی فعال رکن تھے۔سات سال سے ناظم اشاعت ضلع لاہور کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے تھے۔اور AACP جو جماعت کی کمپیوٹر پروفیشنلز کی ایسوسی ایشن ہے، اس کے آڈیٹر رہے۔تین سال سے یہ لاہور چیپٹر کے صدر بھی تھے۔نیز ان کی والدہ بھی بطور صدر لجنہ اماء اللہ حلقہ فیصل ٹاؤن خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔نظامِ وصیت میں شامل تھے۔شہادت کے وقت ان کی عمر 36 سال تھی۔مسجد ماڈل ٹاؤن میں گولیاں لگیں، زخمی حالت میں جناح ہسپتال پہنچ کر جامِ شہادت نوش فرمایا۔جمعہ کے روز خلافِ معمول نیا سفید جوڑا پہن کر گھر سے نکلے اور والد صاحب نے کہا کہ آج بڑے خوبصورت لگ رہے ہو۔دفتر کے ملازم نے بھی یہی کہا۔مسجد بیت نور میں خلافِ معمول پہلی صف میں بیٹھے۔دہشت گرد کی گولی لگنے سے ہال کے اندر دوسری صف میں الٹے لیٹے رہے۔فون پر اپنے والد سے باتیں کرتے رہے۔وہ بھی وہیں تھے اور کہا کہ اللہ حافظ، مَیں جا رہا ہوں اور مجھے معاف کر دیں۔اپنے بھائی کے بارے میں پوچھا اور پانی مانگا۔ڈائس سے اٹھا کر ایک کارکن نے ان کو پانی دیا۔آواز بہت ضعیف اور کمزور ہو گئی تھی۔بہرحال ایمبولینس کے ذریعے ان کو ہسپتال لے جایا گیا۔بلڈ پریشر بھی نیچے گرتا چلا جا رہا تھا۔جب ہسپتال پہنچے ہیں تو وہاں والدہ کو آنکھیں کھول کر دیکھا اور والدہ سے پانی مانگا۔والدہ جب چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں تو ان کی انگلی پر کاٹا صرف یہ بتانے کے لئے کہ میں زندہ ہوں اور پریشان نہ ہوں۔اندرونی کوئی انجری (Injury) تھی جس کی وجہ سے بلیڈنگ ہو رہی تھی۔اور آپریشن کے دوران ہی ان کو شہادت کا رتبہ ملا۔ان کے اچھے تعلقات تھے۔واپڈا کے کنٹریکٹر تھے، کنسٹرکشن کے ٹھیکے لیتے تھے۔خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا شہادت پر آنے والے لوگوں نے بتایا کہ عمیر کا معیار بہت اچھا تھا اور ان کے سامنے کوئی بھی چیز مسئلہ نہیں ہوتی تھی۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔اقبال عابد صاحب مربی سلسلہ عمیر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عمیر احمد ابن ملک عبدالرحیم صاحب دہشتگردانہ حملہ میں اللہ کے پاس چلا گیا۔جب اس کو گولیاں لگی ہوئی تھیں تو اس عاجز کو فون کیا اور کہا مربی صاحب! خدا حافظ، خدا حافظ، خدا حافظ اور آواز بہت کمزور تھی۔پوچھنے پر صرف اتنا بتایا کہ مسجد نور میں حملہ ہوا ہے اور مجھے گولیاں لگی ہوئی ہیں۔گویا وہ خدا حافظ کہنے کے بعد، کہنا چاہتا تھا کہ ہم تو جا رہے ہیں لیکن احمدیت کی حفاظت کا بیڑا اب آپ کے سپرد ہے۔ہمارے خون کی لاج رکھ لینا۔انشاء اللہ تعالیٰ ان قربانی کرنے والوں کی قربانی کی لاج پیچھے رہنے والا ہر احمدی رکھے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور کبھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔

سردار افتخار الغنی صاحب شہید ابن مکرم سردار عبدالشکور صاحب۔ یہ حضرت فیض علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پڑپوتے تھے۔حضرت فیض علی صاحب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ افریقہ میں حضرت رحمت علی صاحب کے ہاتھ پر احمدی ہوئے۔ افریقہ سے واپسی پر امرتسر کی بجائے قادیان میں ہی سیٹ ہو گئے۔ شہید نظامِ وصیت میں شامل تھے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 43 سال تھی۔ مسجد دارالذکر گڑھی شاہو میں شہادت پائی۔ عموماً مسجد بیت النور ماڈل ٹاؤن میں جمعہ ادا کرتے تھے۔ لیکن وقوعہ کے روز نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے اپنے دفتر سے (اپنے کام سے) مسجد دارالذکر چلے گئے۔ شہادت سے قبل سردار عبدالباسط صاحب (جوان کے ماموں ہیں) سے بھی فون پر بات ہوئی۔ گھر میں بھی فون کرتے رہے اور یَا حَفِیْظُ یَا حَفِیْظُ کا ورد کرتے رہے۔ ماموں کو بھی دعا کے لئے کہتے رہے کہ دعا کریں دہشتگردوں نے ہمیں گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ اہلیہ محترمہ کو پتہ چلا کہ مسجد پر حملہ ہوا ہے تو آپ کو فون کیا اور کہا کہ آپ جمعہ کے لئے نہ جائیں۔ لیکن پتہ لگا کہ آپ تو دارالذکر میں موجود ہیں۔ گھر میں بھی دعا کے لئے کہتے رہے اور ساڑھے تین بجے ایک دوست جو ملٹری میں ہے ان کو فون کر کے کہا کہ اس طرح کے حالات ہیں، پولیس تو کچھ نہیں کر رہی، تم لوگ مسجد میں لوگوں کی مدد کے لئے آؤ۔ شہید ہونے تک دوسروں کو بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور انہوں نے موقع پاتے ہی بھاگ کر ایک دہشتگرد کو پکڑا تو دوسرے دہشتگرد نے فائرنگ کر دی۔ جس دہشتگرد کو پکڑا تھا اس نے اپنی خودکش جیکٹ بلاسٹ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پوری طرح نہیں بلاسٹ ہوسکی، دھماکا تھوڑا ہوا لیکن اس دھماکے سے شہید ہو گئے اور دہشتگرد شدید زخمی ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آسانی سے بچ سکتے تھے اگر یہ اس وقت ایک طرف ہو جاتے اور دہشتگرد پر نہ جھپٹتے۔ شہید مرحوم کو خدمتِ خلق کا بہت شوق اور جذبہ تھا۔ جب بھی کسی کو ضرورت پڑتی، خون کا عطیہ دے دیا کرتے۔ ہمیشہ اپنی تکلیف کے باوجود دوسروں کی مدد کرتے۔ رویّہ کے بہت اچھے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں مجھے کبھی کسی دوست کی ضرورت نہیں پڑی۔ اہلیہ کہتی ہیں مجھے کبھی کوئی محسوس نہیں ہوا کہ مجھے کوئی دوست یا سہیلی بنانی چاہئے۔ گھر کے سارے کاموں میں میرا ہاتھ بٹاتے تھے۔ یہاں تک کہ برتن بھی دھلوا دیتے تھے۔ بڑی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نیکی کو ہمیشہ چھپا کر رکھتے تھے۔ استغفار اور درود شریف بہت پڑھتے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ انگلیوں میں تسبیح کر رہے ہیں۔ بے لوث خدمت کرنے والے تھے، رحم دل تھے۔ ہر رشتے کے لحاظ سے وہ بہترین تھے اور بطور انسان بھی۔ بچوں سے بھی دوستانہ تھے۔ والدہ کے بہت خدمت گذار تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے جو پیچھے رہنے والے لواحقین ہیں ان کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلے سے اس صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔ نیکیوں پر قائم رکھے۔

آئندہ انشاء اللہ باقی شہداء کا ذکر کروں گا۔ کیونکہ یہ بڑا لمبا ذکر چلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

ذکر عشقِ شہیداں

آنکھ اشکبار ، دل حزیں ، پر لب سیے سیے
ہم مرضیٔ خدا پہ ہیں سر خم کیے کیے

دل کو نہیں مجال کہ شکوہ کرے کوئی
گزری ہے عمر خون کے آنسو پیے پیے

لکھ دی پھر اہل صدق نے اک داستاں نئی
گردن کٹا کے عشق میں سجدہ کیے کیے

ہونے دیا نہ خم کہیں ایمان کا علم
جاں دی لِوائے عشق کو اونچا کیے کیے

تاریخ آبروئے گلستاں لہو لہو
دامن میں ذکر عشق شہیداں لیے لیے

قطرے نہیں یہ خون کے ، موتی ہیں عشق کے
جو کہہ رہے ہیں دہر سے عاشق جیے جیے

یہ کاروانِ اہلِ محبت عجیب ہے
ہر طفل و پیر شوقِ شہادت لیے لیے

کچھ جی رہے ہیں موت کے سائے میں بیٹھ کر
کچھ مر کے راہِ یار میں ہر پل جیے جیے

لَو بڑھ گئی زمین کی روشن ہوا جہاں
ہم نے جو بیچ خاک کے کچھ رکھ دئے دیے

(ضیاء اللہ مبشر)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ مارچ و اپریل 2010ء کی مختصر رپورٹ

سوئٹزرلینڈ میں جماعت کے نئے مرکز "مسجد نور" سے پہلی بار ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ حضور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ کی تمام دنیا میں براہ راست نشریات

خطبہ جمعہ میں شرائط بیعت کے حوالہ سے احباب جماعت کو نہایت اہم نصائح

اجتماعی بیعت۔ اٹالین نو احمدی مکرم نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے اٹالین میں ترجمہ کرنے کی ہدایت۔ لجنہ و ناصرات کی طرف سے حضور انور کی آمد پر پاکیزہ استقبالیہ نغمات۔ بچوں سے شفقت و پیار کے خوبصورت مناظر

(حضور ایدہ اللہ کی سوئٹزرلینڈ میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

(رپورٹ: منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری)

نویں قسط

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی سوئٹزرلینڈ میں مصروفیات اور سوِس (Swiss) جماعت کے مرد و زن بچوں اور بوڑھوں پر اس کے انمٹ نقوش کا ذکر گزشتہ رپورٹ سے جاری ہے۔ جمعرات مؤرخہ 22 / اپریل 2010ء تک کی مصروفیات بیان ہو چکی ہیں اور یہ قسط بقیہ ایام سفر پر مشتمل ہے جس کے ساتھ حضور پر نور کا یہ سفر یورپ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

23/ اپریل 2010ء

23/ اپریل 2010ء کو جمعۃ المبارک کا دن تھا جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے اس پہلو سے ایک خاص نسبت حاصل ہے کہ جس طرح جمعہ کے دن تمام مسلمان چھوٹے بڑے مرد و زن دور و نزدیک سے اس کی ادائیگی کیلئے ایک مرکزی مسجد میں جمع ہوتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس دور مبارک کیلئے ازل سے یہ مقدر کر رکھا تھا کہ دنیا بھر کی تمام قومیں آپ کے ہاتھ پر اکٹھی ہو کر ایک دین پر جمع ہوں اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے خدا کے سب سے پیارے نبی خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین "اسلام" میں شامل ہو جائیں جو سلامتی کا علمبردار ہے تا کہ ہر طرف امن و سلامتی اور امن و آشتی کا دور دورہ ہو اور یہی وہ مقصد ہے جس کو حاصل کرنے کیلئے خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ کوشاں رہے اور رہتے ہیں اور حضور کا یہ سفر بھی اسی غرض سے تھا جس کے دوران ہر روز ہمارے پیارے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مسلسل مصروف عمل رہے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور ایدہ اللہ کی مساعی میں غیر معمولی برکتیں ڈالے اور ہر لمحہ و ہر آن آپ کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

حسب معمول آج بھی حضور انور ایدہ اللہ نے اپنی عام مصروفیات کا آغاز مسجد نور میں تشریف لا کر نماز فجر کی ادائیگی سے کیا جو ساڑھے پانچ بجے آپ کی امامت

میں ادا کی گئی۔گزشتہ دنوں کے مقابل پر آج سردی نسبتاً کم تھی اور نیلگوں آسمان کا مطلع بالکل صاف اور موسم خوشگوار تھا۔ٹمپریچر 20 ڈگری سنٹی گریڈ تک پہنچا ہوا تھا۔آج سوئیٹزر لینڈ جماعت کے اس نئے مرکز میں حضور کا سب سے پہلا جمعہ تھا اور آج ہی پہلی دفعہ اس جگہ کیلئے "مسجد نور" کا نام بھی ڈائیس پر لکھا گیا۔لوگ نماز جمعہ کیلئے صبح 11 بجے سے ہی دور ونزدیک کے علاقوں سے آنے شروع ہوگئے۔ٹرانسپورٹ، پارکنگ اور ضیافت کے شعبے بھی بڑی مستعدی اور تیزی سے کام کرتے دکھائی دیئے۔اسی دوران تھرگاؤ صوبہ کی ایک اخبار Thurgauer Zeitung کی نمائندہ خاتون بھی کیمرہ لئے ہوئے گھومتی اور تصویریں لیتی دکھائی دی۔نماز جمعہ کیلئے پہلی اذان مکرم سعید کاہلوں صاحب نے دی۔حضور انور ایدہ اللہ دو بجکر پانچ منٹ پر نماز جمعہ کیلئے تشریف لائے تو مکرم عارف محمود ملک صاحب نے دوسری اذان دی اور پھر حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جسے انٹرنیٹ کے ذریعہ ایم،ٹی،اے پر Live نشر کیا گیا۔اس خطبہ کے اہم نکات قارئین کے افادہ کیلئے یہاں درج کئے جاتے ہیں:۔

خطبہ جمعہ

حضور نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں متفرق تربیتی امور کی طرف نہایت مؤثر رنگ میں توجہ دلائی۔حضور نے دس شرائطِ بیعت کی تشریح فرماتے ہوئے عہدِ بیعت کی اہمیت واضح فرمائی اور احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔

حضور نے فرمایا: میں اکثر جماعت کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں اور حقیقی شکرگزاری اسی صورت میں ادا ہوسکتی ہے جب ہمارے دل میں تقویٰ ہو اور ہم اپنے مقصد پیدائش کو سمجھیں۔ فرمایا میں نے گزشتہ دو تین خطبات میں خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی تھی۔ مجھے ان باتوں کو دوہرانے کی طرف اس وجہ سے توجہ پیدا ہوئی کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں MTA کی سہولت سے نوازا ہوا ہے جس میں میرے خطبات باقاعدہ آتے ہیں اور دوسرے ایسے پروگرام بھی جاری رہتے ہیں جو ہماری روحانی ترقی کیلئے ضروری ہیں لیکن پھر بھی سو فیصد افراد جماعت اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور ایک خاصی تعداد ایسے افراد کی ہے جو باقاعدگی سے خطبہ نہیں سنتے۔

حضور نے فرمایا کہ میرے ہر خطبہ کا مخاطب ہر احمدی ہوتا ہے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں رہتا ہو۔ فرمایا نئے ہونے والے عرب احمدیوں میں سے بعض لکھ کر یا ملاقاتوں میں مجھے بتاتے ہیں کہ آپ کے بعض خطبات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا آپ یہ سب کچھ ہمارے ہی حالات کے متعلق کہہ رہے ہیں۔حضور نے اس ضمن میں روس کے احمدیوں کی طرف سے بھی ایسے ہی جذبات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اب کچھ عرصہ سے رشین میں بھی باقاعدہ خطبہ کا ترجمہ MTA سے نشر کیا جا رہا ہے۔ روس کے مختلف ممالک سے بڑی کثرت سے احمدیوں کے خطوط آنے لگ گئے ہیں کہ ہم پر خطبات نے نہایت مثبت اثر کرنا شروع کر دیا ہے۔فرمایا کہ شادی بیاہ کی رسوم پر جب میں نے خطبہ دیا تھا تو اس وقت بھی خط آئے کہ ان رسوم نے ہمیں بھی جکڑا ہوا تھا۔آپ کے خطبہ نے ہمارے لئے بہت سا تربیتی سامان مہیا فرما دیا ہے۔

حضور نے سوئیٹزر لینڈ اور یورپ کے دیگر ممالک میں آکر آباد ہونے والے احمدیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سکون اور مالی کشائش عطا ہونے پر عبدِ شکور بننے کی نصیحت فرمائی۔قرآن کریم کی آیت لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کے حوالہ سے فرمایا کہ ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ عبدِ شکور بننے کیلئے اپنے دل و دماغ میں اٹھتے بیٹھتے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو یاد رکھے اور اپنی زبان کو اس کے ذکر سے تَر رکھے۔اس کا ایک عاجز بندہ بننے کی کوشش ہو اور اس کا پیار دل میں ہو۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اولاد،صحت مند جسم، صلاحیتوں،استعدادوں اور مال کا اس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق صحیح مصرف اس کی شکرگزاری ہے۔شکر گزاری کا مضمون انسان کو نیکیوں اور تقویٰ میں بڑھنے کی توفیق دیتا ہے۔

حضور نے شکرگزاری کے مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آیت کریمہ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔ کے حوالہ سے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے غفُور کے ساتھ شکُور کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔یعنی وہ بخشنے والا اور قدردان ہے۔ اگر ایسے مہربان اور قدردان خدا کو چھوڑ کر بندہ اور طرف جائے تو ایسے شخص کو بیوقوف اور بدقسمت کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ فرمایا اپنے وطن سے بے وطنی کوئی بلاوجہ اختیار نہیں کرتا۔ یا تو ظالموں کی طرف سے زبردستی نکالا جاتا ہے یا ظلموں سے تنگ آکر انسان خود نکلتا ہے اور یا پھر معاش کی تلاش میں نکلتا ہے۔ اگر احمدی اپنے جائزے لیں تو صاف نظر آئے گا کہ اگر ان میں سے پہلی صورت مکمل طور پر نہیں تو دوسری دو صورتیں بہرحال ہیں۔اِن ملکوں کی حکومتوں نے آپ کے حالات کو حقیقی سمجھ کر آپ کو یہاں ٹھہرنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ یہ سب فضل اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی وجہ سے کئے ہیں۔اس لئے احمدیت کے ساتھ اس طرح چمٹ جائیں جو ایک مثال ہو۔ اگر جماعت کی قدر نہیں کریں گے،خلیفۂ وقت کی باتوں پر کان نہیں دھریں گے تو آہستہ آہستہ نہ صرف آپ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے فضلوں سے دور کر رہے ہوں گے بلکہ اپنی نسلوں کو بھی دین سے دور کرتے چلے جائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے زمانے کے اس امام کی بیعت کی ہے جس کیلئے آنحضرت ﷺ نے سلام بھیجا ہے۔ تو کیا ایسے شخص کی طرف منسوب ہونا کوئی معمولی چیز ہے؟ یقیناً یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو ایک احمدی کو ملا ہے۔ پس اس اعزاز کی قدر کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

حضور نے عہدِ بیعت کی اہمیت بھی بیان فرمائی کہ بیعت بیچ دینے ،اپنی تمام تر خواہشات اور جذبات کو خدا تعالیٰ کے حکموں پر قربان کر دینے کا نام ہے۔حضور نے ایک احمدی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے مقررہ کردہ دس شرائط بیعت میں سے ایک ایک کی وضاحت فرمائی اور احباب جماعت کو اس تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کرنے کی نصیحت فرمائی۔ شرک سے اجتناب کے حوالہ سے فرمایا کہ شرک صرف ظاہری بتوں اور پتھروں کا ہی نہیں بلکہ مخفی شرک بھی ہوتا ہے۔اپنے کاموں کی خاطر اپنی نمازوں کو قربان کرنا بھی شرک ہے۔بعض دفعہ اولاد بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے آگے کھڑی ہو جاتی ہے۔کئی لوگ احمدیت سے اولاد کی وجہ سے دور رہتے ہیں۔

فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک احمدی سے یہ توقع رکھی ہے کہ وہ ہر قسم کے جھوٹ،زنا،بدنظری، لڑائی، جھگڑا، ظلم ، خیانت ، فساد اور بغاوت سے بچتا رہے۔فرمایا آجکل میڈیا کی وجہ سے یہ برائیاں عام ہوگئی ہیں۔گھروں میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ یا انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ایسی ایسی بیہودہ اور لچر فلمیں اور پروگرام وغیرہ دکھائے جاتے ہیں جو انسان کو برائیوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ پہلے تو روشن خیالی کے نام پر ان فلموں کو دیکھا جاتا ہے۔ پھر بعض بدقسمت گھر عملاً ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

فرمایا دماغ اور آنکھ کا زنا بھی ہوتا ہے جو بڑھتے بڑھتے حقیقی برائیوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ماں باپ شروع میں احتیاط نہیں کرتے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو پھر افسوس کرتے اور روتے ہیں کہ ہماری نسل بگڑ گئی ہے اور اولادیں برباد ہوگئی ہیں۔اس لئے چاہئے کہ پہلے نظر رکھیں۔ حضور نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ بیہودہ پروگراموں کے دوران بچوں کو ٹی وی کے سامنے بیٹھنے نہ دیں اور انٹرنیٹ پر بھی نظر رکھیں۔بعض ماں باپ زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہیں۔ جماعتی نظام کا کام ہے کہ ان کو اس بارے میں آگاہ کریں۔

حضور نے ذیلی تنظیموں کو میڈیا کی برائیوں کے خلاف فعال حکمتِ عملی اپنانے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ انصاراللہ، لجنہ اور خدام الاحمدیہ سب اپنی اپنی تنظیموں کے ماتحت بھی ان برائیوں سے بچنے کے پروگرام بنائیں۔نوجوان لڑکوں لڑکیوں کو جماعتی نظام سے اس طرح جوڑیں کہ انہیں ہمیشہ دین مقدم رہے اور اس بارے میں ماں باپ کو بھی جماعتی نظام سے یا ذیلی تنظیموں سے بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔

حضور نے عام دنیا کی طرف سے بالعموم اور مسلمانوں کی طرف سے بالخصوص الٰہی تائید یافتہ دینی قیادت کے فقدان پر بے چینی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہوا ہے کہ آپ کو زمانے کے امام کی بیعت میں آکر رہنمائی مل رہی ہے۔خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے سے نیکیوں پر قائم رہنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اس لئے ایک احمدی اور غیر احمدی میں فرق ہونا چاہئے۔ ہر احمدی کو ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی ضرورت ہے۔آپس میں محبت وپیار اور بھائی چارے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہر قسم کے دھوکے سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی نظامِ جماعت ہی ہے۔

حضور نے خلیفۂ وقت اور نظام جماعت سے اپنا رشتہ مضبوط تر کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلافت سے تو ہمارا وفا کا تعلق ہے لیکن جماعتی نظام سے اختلاف ہے۔فرمایا جماعتی نظام بھی خلافت کا بنایا ہوا نظام ہے۔ اگر کسی عہدیدار سے شکایت ہے تو خلیفۂ وقت کو لکھ کر شکایت کی جاسکتی ہے لیکن نظام جماعت کی اطاعت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔اسی طرح عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ لوگوں کو ابتلا میں نہ ڈالیں اور سچی ہمدردی اور خیرخواہی سے ہر ایک سے سلوک کریں۔

حضور نے شرائطِ بیعت کے حوالہ سے احبابِ جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درج ذیل تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی کہ نمازوں کی پابندی کی جائے۔نفسانی جوش کے تحت نہ زبان سے نہ ہاتھ سے، کسی کو تکلیف نہ دی جائے۔ ہرحالت میں، تنگی کے حالات ہوں یا آسائش کے، خدا تعالیٰ سے بے وفائی نہیں کی جائے۔ دنیا کی رسموں اور ہوا وہوس سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کی جائے۔ ہر قسم کے تکبر کو چھوڑ کر عاجزی اختیار کی جائے۔

حضور نے اس شرطِ بیعت کہ "بیعت کنندہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردیٔ اسلام کو اپنی جان، مال اور عزت اور اولاد اور ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز سمجھے۔" کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ ایک بہت اہم شرط ہے۔ ہر احمدی احمدیت کا نمائندہ ہے اور اس نے اسلام کی حقیقی تصویر بننے کی کوشش کرنی ہے۔آج غیر احمدی مسلمانوں کی نظریں بھی ہم پر ہیں۔

حضور نے سوئیٹزر لینڈ میں مساجد کے مینارے بنانے پر پابندی پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خیال ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جرائم اور ان کی دنیا میں فساد پیدا کرنے والی ساری Activities ختم ہو جائیں گی۔ بے شک یہ میناروں کا فیصلہ تو ہو چکا ہے لیکن اس ایشو کو ہر وقت زندہ رکھیں۔ وقتاً فوقتاً اخباروں میں لکھیں، سیمینار کریں اور مختلف طریقوں سے لوگوں کی توجہ اس طرف کراتے رہیں۔ جس طرح انہوں نے ریفرینڈم کروا کر یہ قانون پاس کروایا ہے اسی طرح ریفرینڈم سے یہ قانون ختم بھی ہوسکتا ہے۔

حضور نے مزید فرمایا کہ بے شک میناروں کی اپنی کوئی اہمیت نہیں ۔ یہ تو بہت بعد میں بننے شروع ہوئے ہیں لیکن یہاں اسلام کی عزت کا سوال ہے۔ میناروں کے نام پر اسلام کو بدنام کیا جا رہا ہے۔فرمایا: انہیں جماعت احمدیہ کی مثال دیں کہ اس وقت دنیا کے 195 ممالک میں جماعت قائم ہے۔ سوئیٹزر لینڈ ہی کو لیں کہ کبھی جماعت احمدیہ کی طرف سے کوئی قانون شکنی کی گئی ہو یا کسی بھی فساد میں جماعت نے حصہ لیا ہو یا حکومت کے خلاف کسی

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

محترم قریشی محمد عبداللہ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23رمئی 2008ء میں مکرم ڈاکٹر احسان اللہ قریشی صاحب نے اپنے والد محترم قریشی محمد عبداللہ صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم قریشی محمد عبداللہ صاحب قادیان کے قدیمی رہائشی حضرت قریشی شیخ محمد صاحبؓ کے ہاں 1913ء میں پیدا ہوئے۔آپ کی پیدائش سے پہلے جو اولاد ہوتی تھی وہ جلد فوت ہوجاتی تھی۔ آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والد آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں لے گئے اور دعا کی درخواست کی۔ حضورؓ نے بچہ کو گود میں لیا، دعا کی اور محمد عبداللہ نام رکھا۔پھرفرمایا: ’’یہ صحت والی لمبی عمرپائے گا‘‘۔

محترم قریشی صاحب نے 92 سال کی طویل اورفعال عمرپائی۔آپ بچپن سے ہی سخت جان تھے اور ورزش کے عادی تھے۔آپ کے والد چٹھی رساں تھے۔ ایک دفعہ قادیان کے قریبی گاؤں کے کسی ہندو کا خط تھا اوراُس دن بارش ہورہی تھی۔آپ نے اپنے والد سے وہ خط لیا اوراُسی موسم میں اُس ہندو کو پہنچایا جس پراُس نے آپ کوایک روپیہ انعام دیا۔

آپ نویں میں پڑھتے تھے کہ شادی ہوگئی۔ میٹرک کے بعد کچھ عرصہ فاضلکا میں ایک خاندان کے بچوں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ پھر بعض اور جگہ بھی ملازمت کی مگرسکون نہ ملا۔کچھ دیر اخبار البدر میں بطور منشی کام کیا۔اور پھر صدرانجمن احمدیہ میں جونیئر کلرک بھرتی ہوگئے اور 62 سال دینی خدمت بجالائے۔ ریٹائرمنٹ سے قبل بطور آڈیٹر 18سال خدمت کی۔

1947ء میں تقسیم ہند کے وقت آپ نظارت خزانہ میں ملازم تھے۔ایک صبح بازار میں ناشتہ کا سامان خریدنے گئے تو پیغام ملا کہ فوراً دفتر پہنچیں۔دفتر پہنچنے پر حضرت مرزا بشیراحمد صاحبؓ نے فرمایا کہ جہاز تیار ہے اورخزانہ اس میں رکھا ہے،آپ ابھی لاہور چلے جائیں (جماعت نے ان دنوں دوسیٹر جہاز خریدے تھے)۔ آپ نے ناشتہ کا سامان ایک دوست کے حوالہ کیا اور لاہور چلے آئے۔ جودھامل بلڈنگ کے ایک کمرہ کو منتخب کرکے خزانہ وہاں منتقل کیا۔پھرقریباً دن رات اُسی کمرہ میں آپ کا وقت گزرنے لگا۔ بعد میں آپ کے اہل خانہ بھی ٹرک کے ذریعہ لاہور بھجوائے گئے۔اور پھر تکلیف اور تنگی کا لمبا وقت آپ سب نے صبرشکر سے گزارا۔آخر پہلے چنیوٹ اور وہاں سے چندسال بعد ربوہ منتقل ہوئے۔

ربوہ میں آپ نظارت خزانہ میں تھے کہ ایک دن ایک سوروپے کم ہوگئے۔ اگلے دوروز مزید ایک ایک سو روپے کم ہوتے گئے۔ انتہائی پریشانی ہوئی لیکن کسی دوسرے پر الزام دینے کی بجائے ایک ویرانے میں جاکرنہایت تضرّع سے دعا کی۔ پھردفتر میں جاکر بیٹھے تو تین بار زوردار آواز آئی: ’’چور احمددین ہے‘‘۔ آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے بھی پوچھا لیکن کسی اَور نے کوئی آواز نہیں سنی تھی۔ پھرآپ نے اموِرعامہ جاکر سارا معاملہ مکرم عزیز بھامبڑی صاحب کو بتایا تو انہوں نے نظارت خزانہ کے چوکیدار احمددین کو بلاکر بازپرس کی تو اُس نے چوری کا اقرار کرلیا۔

کچھ عرصہ بعد حضرت صاحبزادہ مرزا ناصراحمد صاحبؒ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے آپ کو کالج میں بطور ہیڈکلرک بلالیا۔ یہاں آپ نے F.A.اورپھر B.A. کیا۔اورآپ آفس سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوگئے۔

آپ 1970ء میں آڈیٹر صدرانجمن مقرر ہوئے۔اس دوران صدرانجمن احمدیہ کے نئے قواعد بنانے میں پوری جانفشانی سے حصہ لیا۔ پنشنروں کی پنشن میں اضافے اور خصوصاً بیواؤں کی پنشن مقرر کرنے کی درخواست بھی آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے کی جومنظور ہوئی۔اس سے قبل بیواؤں کی پنشن نہیں تھی۔حضورؒ کے ارشاد پرآپ بعض جماعتوں کا آڈٹ کرنے دیگرشہروں میں بھی جایا کرتے تھے۔

جماعتی نظام کی اطاعت کا آپ کو اس قدر احترام تھا کہ 1974ء کے ہنگاموں کے دوران جب ربوہ کے خدام پہرہ دیا کرتے تھے تو ایک روز آپ کے بیٹے بیماری کے باعث ڈیوٹی پر نہ جاسکے تو مکرم قریشی صاحب نے خود جاکر پہرہ دیا۔

آپ دین کو ہمیشہ دنیا پر مقدم کرنے والے،حد درجہ متوکل اور بہت دعاگو تھے۔ایک بار آپ کی زبان پرایک تکلیف دہ دانہ نکل آیا۔لاہور میں ڈاکٹروں نے کینسر کا شک کیا اور زبان کا وہ حصہ کاٹنے کا مشورہ دیا۔ آپ کوعلم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جو زبان خدا کا ذکر کرے اس کو آنچ نہیں آسکتی اور واپس ربوہ آگئے۔ پھروہ زخم بغیرعلاج کے خودہی ٹھیک ہوگیا اور آپ قریباً 25 سال اس کے بعد زندہ رہے۔

مَیں نے اپنی والدہ کی وفات کے بعد اپنے بچوں کو آپ کے پاس چھوڑا اورخود پوسٹ گریجوایشن کرنا چاہی تو پڑھائی انتہائی مشکل لگی۔ چنانچہ گھبراکر امتحان سے قبل آپ کو بتایا کہ میرا پاس ہونا مشکل نہیں ناممکن ہے۔اس پرآپ نے نہایت زور سے فرمایا یہ کس طرح ممکن ہے کہ میرا خدا میرے ساتھ کئے ہوئے وعدے پورے نہ کرے۔اگرچہ امتحان کے دوران ایسا وقت بھی آیا کہ میں سوچتا تھا کہ امتحان چھوڑکر بھاگ جاؤں مگر اللہ تعالیٰ نے ہر رکاوٹ کو ختم کرکے مجھے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ جب آپ کو نتیجہ سنایا تو اُسی وقت روتے ہوئے سجدہ ریزہ ہوگئے۔

مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کی تمام ضرورتیں اللہ تعالیٰ خود پوری فرمادیتا بلکہ آپ کی ضرورتوں کے لئے اگر مجھے بھی کچھ رقم درکار ہوتی تو غیبی امداد کے طور پر کہیں سے موصول ہوجاتی۔ آپ اپنی وصیت کے کاغذات اور واجبات ہمیشہ کلیئر رکھتے تھے۔ تدفین سے کچھ گھنٹے قبل نظارت بہشتی مقبرہ کے ایک کارکن نے کہا کہ آپ کی وصیت کی رقم پوری نہیں ملی۔ میں نے عرض کی آپ حساب کردیں میں بقایا ادا کردیتا ہوں۔ رات کو میرے بھائی پروفیسر امان اللہ صاحب کو خواب میں ابا جی ملے جیسے بہت عجلت میں ہوں اور تھوڑے غصہ میں بھی۔ فرمایا کہ انہیں کہہ دیں کہ اپنے رجسٹر دوبارہ چیک کریں میرا حساب صاف ہے۔ اگلے دن میں دفتر گیا تو وہ صاحب رجسٹر چیک کررہے تھے۔ میں نے انہیں خواب سنادیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے واقعی رقم پوری ہے اور مجھے غلطی لگی تھی۔

جفاکشی آپ کی گھٹی میں تھی۔ ہمارے مٹی کے بنے ہوئے گھر کی دیواریں اکثر بارش کے بعد گرجاتی تھیں تو آپ یہ دیواریں خود بناتے۔ پروفیسر بھائی کو گارا بنانے کا حکم ہوتا اور مَیں اُن کو اینٹیں پکڑانے کے لئے مستعد ہوتا۔ پوری کوشش کرتے کہ خرچ کم سے کم ہو اور جو رقم بچے وہ چندہ میں دیدی جاتی اپنی وفات تک اپنے چندہ کے علاوہ اپنی والدہ، والد اور میری والدہ مرحومہ کے تمام چندہ جات باقاعدگی سے ادا کیا کرتے۔تحریک جدید کے صف اوّل کے مجاہد تھے۔

اپنے سارے کام بشمول جوتا مرمت کرنا اور حجامت کرنا وغیرہ خود کرتے۔ پھربچوں کو پڑھانے کے علاوہ کپڑے دھونے، سینے پرونے اور سالن بنانے میں بھی گھروالوں کی مدد کرتے۔قرآنی حکم کے تابع اقرباء کا خیال رکھتے۔ چنانچہ ہمارے ایک فاترالعقل ماموں کو گھر میں رکھ کر اُن کا ہرطرح سے خیال بھی رکھا۔

اباجی کو سلسلہ احمدیہ سے بے پناہ عشق تھا۔آخری عمر میں نسیان کی سی کیفیت ہوگئی تھی اور ایک بات کوئی بار دہراتے تھے مگر جب کبھی کسی مخالف کے اعتراض کا ذکر ہوتا تو فوراً اٹھ کر بیٹھ جاتے اور چہرہ پر جلال کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ پھر اعتراض کا جواب دلائل سے دیتے۔

آپ کو مجلس انصاراللہ کا آڈیٹر رہنے نیز دارالقضاء میں بطور قاضی خدمت کی بھی توفیق ملی۔

جن دنوں آپ کے سارے بچے زیرتعلیم تھے تو اخراجات پورے کرنے کے لئے آپ نے ٹائپنگ سیکھی اور اس طرح بچوں کے تعلیمی اخراجات پورے کرتے۔ بعض دفعہ کثرت ٹائپ سے آپ کی انگلیاں درد کرتیں اور ہم بچے آپ کی انگلیوں پر تیل کی مالش کرتے۔

آپ رات کو جلد سوتے اور صبح باقاعدہ تہجد ادا کرتے۔ہمیں بھی اس کی عادت ڈالی۔ فجر کے بعد سیر بھی کرتے۔ اپنے بچوں اور بھتیجوں کے ساتھ دوست بن کر فٹ بال کھیلتے۔ یہ سلسلہ پوتوں کے ساتھ بھی جاری رہا۔ہمیں مطالعہ کی عادت بھی ڈالی۔ یہ بھی عادت ڈالی کہ آمد ہو تو پہلے چندہ ادا کریں۔ بڑوں کی عزت کرنا اور اُن سے دعا لینے کی تلقین کرتے۔ ہمارے محلّہ کے امام مسجد حافظ محمد رمضان صاحب نابینا تھے اور ابا جی نے مجھے ہدایت کی ہوئی تھی کہ انگلی پکڑکر مسجد جانے میں اُن کی راہنمائی کروں اور دعائیں لوں۔

محترم حکیم محمد یار صاحب آف جل بھٹیاں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24رمئی 2008ء میں مکرم حوالدار عبدالخالق صاحب کے قلم سے اپنے چچا محترم حکیم محمد یار صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں آپ کا مختصر ذکرخیر 9رستمبر 2009ء کے اخبار میں اسی کالم میں بھی کیا جاچکا ہے۔

محترم حکیم محمد یار صاحب 1937ء میں ضلع جھنگ کے ایک دور دراز علاقے جل بھٹیاں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مڈل تک حاصل کرنے کے بعد مستند حکماء سے طب کی تعلیم حاصل کی۔آپ نہایت ہی خوبصورت،خوب سیرت اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ملنے والا متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا۔بچپن سے ہی نمازی اور تہجد گزار اور دعاگو تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شفاء بھی ہاتھ میں خوب رکھی تھی۔

عملی حکمت کا آغاز آپ نے سندھ کے علاقہ ٹنڈوباگو سے کیا۔ ایک مرتبہ ایک وڈیرا سخت بخار کی حالت میں لایا گیا جسے آپ نے بخار کا ٹیکہ لگادیا تو وہ گرکر بے ہوش ہوگیا۔آپ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ آپ نے اسے خالی پیٹ ٹیکہ لگا دیا ہے۔تب آپ نے دل میں دعا شروع کی کہ جو غلطی سرزد ہوئی ہے تو ہی اس پر پردہ ڈال۔خداتعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ چندمنٹ میں وہ وڈیرہ پسینے میں شرابور اٹھ بیٹھا۔ اُس نے ہوش میں آتے ہی آپ کو اپنا خاندانی حکیم بنالیا اور ایک سوروپے نقد دینے کے علاوہ ایک بھینس اور آٹا، گھی، چاول وغیرہ آپ کے گھر بھجوادیئے۔ جلد ہی حکیم صاحب علاقہ میں مقبول ہوگئے۔ اور لوگ نہ صرف حکمت میں بلکہ دیگر معاملات میں بھی آپ سے مدد کی درخواست کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غریب سندھی نے کہا کہ فلاں آدمی نے میرے دوبیل چوری کروالیے ہیں۔اُس غریب کی درخواست پرآپ اٹھ کر ساتھ چلے گئے اور وہ بیل اس کو واپس دلادئے۔

آپ کافی عرصہ سندھ میں رہے پھر اپنے گاؤں والوں کے اصرار پر جل بھٹیاں واپس آگئے کیونکہ پورے علاقہ میں کوئی حکیم نہیں تھا اور شہر بہت دُور ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بڑی تکلیف کا سامنا تھا۔

آپ نے فرض کو ہمیشہ ذات سے افضل سمجھا اور اپنے آرام کی کبھی پرواہ نہ کی۔کبھی کسی جانور،طوفان یا اندھیری رات کے خوف سے آنے والے کو مایوس واپس نہ جانے دیا بلکہ ساتھ چل دیئے۔ ایک دفعہ گاؤں میں ایک مریضہ کی حالت بے حد تشویشناک ہوگئی۔حکیم صاحب نے تمام دوائیں مرض کے مطابق

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7جون 2008ء میں مکرم ناصراحمد سیّد صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

تمہارے آنے کی خبریں ہیں جب سے جوبن میں
شفق سی پھوٹتی رہتی ہے میری دھڑکن میں
اسی خیال کے اندر ہے کائنات مری
کہ تُو بھی چاہتا ہے مجھ کو اپنے ہی من میں
وہ غم کی بندشوں سے خود ہی چھوٹ جاتا ہے
جسے تو باندھ لے اک بار اپنے بندھن میں
کبھی تو لوٹ کر آئے گا تیری راہوں پر
بھٹک رہا ہے زمانہ جو اب تلک بَن میں
خدا کے ہاتھ نے سینچا تھا جو درختِ وجود
صدی کے بعد بھی سایہ ہے اس کا گلشن میں

استعمال کرائیں مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر آپ نے مریضہ کے ورثاء کو بتایا کہ اسے ہسپتال لے جائیں۔ ہسپتال 14 میل کی مسافت پر تھا اور اس وقت مریضہ کو چارپائی پر لے جانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔ رات دو بجے مریضہ کا خاوند پریشانی کی حالت میں آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کوئی نہ کوئی دوا ضرور دیں۔ آپ نے چولہے سے دو پڑیاں راکھ کی بنائیں اور اُس کو دے دیں اور پھر وضو کر کے نماز میں گریہ وزاری کرنے لگے کہ راکھ میں ہی مریضہ کے لئے شفا رکھ دے۔ صبح تک مریضہ ہوش میں آ گئی تو پھر آپ نے پہلے والی دوائیں ہی استعمال کروائیں اور وہ صحت یاب ہو گئی۔

حکیم صاحب نے کبھی لالچ میں کسی کا علاج نہیں کیا۔ بے شمار غرباء کو مفت دوا دے کر دعائیں سمیٹا کرتے۔ آپ چونکہ مخلص احمدی تھے اس لئے ہر محفل میں بلاخوف و بے جھجک احمدیت کا ذکر کرتے۔ آپ کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ تھا۔ چنانچہ آپ کی شخصیت کبھی متنازعہ نہ ہوئی حتیٰ کہ غیر از جماعت بھی آپ کو ایک پیر کی حیثیت سے دیکھتے تھے۔

آپ کا ایک غیر از جماعت بھانجہ حکیم صاحب کی غریب پرور اور شفیق طبیعت سے فائدہ اٹھا کر اپنے اخراجات کے لئے لمبا عرصہ مالی مدد لیتا رہا لیکن بعد میں اپنے مالی حالات کو بہتر کرنے اور مقبولیت حاصل کرنے کے لئے احمدیوں کی شدید مخالفت شروع کر دی۔ چونکہ حکیم صاحب جانتے تھے کہ اب یہ اس کی روزی کا ذریعہ ہے اس لئے آپ نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔

البیرونی......مؤرخ اور جغرافیہ دان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 7/مئی 2008ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرم محمد زکریا ورک صاحب نے عظیم سائنسدان البیرونی کا تعارف ایک مؤرخ اور جغرافیہ دان کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

البیرونی وہ عظیم سائنسدان ہے جس نے فلسفہ، ہیئت، رمل، جغرافیہ، ارضیات، علم الابدان، اور طب کے موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اُس کی تین کتب اور متعدد رسائل میں بیان کردہ جغرافیائی معلومات اتنی وسیع اور صحیح ہیں کہ وہ بلاشبہ قرون وسطیٰ تک کے سب سے بڑا جغرافیہ دان تھا۔ چنانچہ ''قانون مسعودی'' میں حسابی جیوگرافی، ''کتاب الہند'' میں ریجنل اور فزیکل جیوگرافی اور ''کتاب التفہیم'' میں کاسمولاجیکل، اسٹرانومیکل اور جیوگرافیکل موضوعات پر طبع آزمائی کی گئی ہے۔ صرف بائیس سال کی عمر میں وہ جیوگرافی اور کارٹوگرافی پر متعدد رسائل شائع کر چکا تھا جن میں دیگر موجدوں کے طریقوں پر سیر حاصل بحث کی گئی تھی۔ البیرونی نے ستاروں کی مختلف اقسام پر بحث بھی کی ہے اور آثار علوی (سحاب، مطر، رعد، برق، برف ژالہ) کے طبعی خواص بھی بیان کئے ہیں۔

البیرونی سے پہلے موسیٰ الخوارزمی زمین کو کروی ثابت کر چکا تھا۔ بیرونی نے اُسی نظریے پر مزید تحقیق کر کے بتایا کہ زمین کا کروی ہونا بے حد ضروری تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین شمالی سمندر کی جانب بڑھ جاتی اور پانی جنوبی سمندر کی طرف بڑھ جاتا۔ بیرونی زمین کے کروی ہونے کی کئی سائنسی دلیلیں بھی دی ہیں مثلاً یہ کہ چاند گرہن کے وقت زمین کا سایہ چاند پر گول ہوتا ہے۔

البیرونی کا نظریہ تھا کہ زمین کسی وقت مائع کی صورت میں تھی، رفتہ رفتہ اس کی سطح ٹھوس ہوتی گئی۔ اُس نے زمین کی عمر، بعض دریاؤں کے بہنے کے راستوں میں تبدیلی اور یہ بھی بیان کیا کہ ایشیا کے اُس پار ایک براعظم ہونا ضروری ہے جس کے چاروں طرف پانی ہو۔ تاکہ زمین کی سمٹری قائم رہ سکے۔ البیرونی نے بتایا کہ کبھی عرب، جرجان، بحر کیپسئن (خوارزم) اور ہندوستان کی جگہ سمندر تھا۔ البیرونی نے یورپ کی معدنی صنعت اور کئی یورپین اقوام کا بھی ذکر کیا۔ یورپ میں ایسے علاقوں کا بھی ذکر کیا جو منجمد تھے اور وہاں کے لوگ گرمیوں میں شمال کی طرف فشنگ کے لئے جاتے تھے اور اس جگہ رات نہیں ہوتی تھی۔

''کتاب الہند'' میں اس نے زمین کی ہیئت، جسامت اور حرکت پر روشنی ڈالی۔ منجمد سمندر کے علاوہ وہ کئی سمندروں کے محل وقوع اور حدود اربعہ سے واقف تھا حتّٰی کہ سمندر میں خم آنے کی نشاندہی بھی کرتا ہے۔ اُسے خلیج (Gulf) اور کھاڑی (Bay) اور سمندر کے دھانے (Estuary) میں فرق کا علم تھا۔ اُس نے سمندر میں مدوجزر ہونے کی تحقیق کی اور اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ مدوجزر چاند کی کشش سے ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ برصغیر کے تین اطراف بلند و بالا پہاڑ ہیں اور جنوب کی طرف سمندر ہے۔ پہاڑوں اور سمندر کے درمیان میدان ہے جس میں دریا بہتے ہیں۔ شمالی ہند کے پہاڑوں کا سلسلہ ترکستان تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ بھی کہ ہندوستان کے دریا شمالی پہاڑوں سے نکلتے ہیں یا مشرقی پہاڑوں سے اور ان دونوں پہاڑوں کا تعلق ایک ہی سلسلہ کوہ سے ہے۔

البیرونی نے پنجاب کے پانچوں دریاؤں کا راستہ بتایا اور لکھا کہ یہ سب پنجند کے مقام پر ضم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس نے دریائے سندھ کا جو راستہ بتایا وہ بالکل صحیح ہے۔ دریائے سندھ کی طغیانی کے متعلق اس نے کہا کہ سیلاب کے دنوں میں اس دریا کا پاٹ 10 فرسخ (37 میل) ہوتا ہے۔ پانی کی سطح اس قدر بلند ہو جاتی ہے کہ درخت اس میں ڈوب جاتے ہیں۔ جب سیلاب کا پانی اتر جاتا ہے تو درختوں کی چوٹیوں پر کوڑا کرکٹ گھونسلوں کی طرح نظر آتا ہے۔

جب البیرونی ہندوستان آیا اُس وقت محمود غزنوی اپنے سترہ حملے مکمل کر چکا تھا۔ بیرونی نے جن سفری راستوں اور شہروں کے درمیان فاصلوں کا ذکر کیا وہ فوجیوں، تاجروں اور سیاحوں سے حاصل کئے تھے۔ اُس نے کئی شہروں مثلاً قنوج، الہ آباد، بنارس، میرٹھ، لاہور، ملتان، پشاور، سیالکوٹ وغیرہ کا ذکر کیا اور متعدد شہروں میں خود بھی گیا۔ نیز کشمیر کے پہاڑوں اور مناظر کا بھی ذکر کیا۔ سیاحوں کے حوالہ سے وہ لکھتا ہے کہ نیپال، بھوٹان اور تبت کے علاقے ہندوستان اور چین کے درمیان قدرتی سرحد کا کام دیتے ہیں۔

دریائے نیل (مصر) کا منبع جغرافیہ دانوں کے درمیان ایک عرصہ تک مابہ نزاع رہا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا منبع لیونگسٹون (Livingstone) نے دریافت کیا تھا۔ حالانکہ لیونگسٹون سے ایک ہزار سال پہلے بیرونی نے خط استوا کے قریب واقع جبل قمر (Mountain of Moon) کو دریائے نیل کا منبع قرار دیا تھا۔

جس طرح خشکی سمندر میں داخل ہے اسی طرح سمندر بھی خشکی میں داخل ہے اور اس کو چیر کر خلیج اور آبنائے بناتا ہے۔ جیسا کہ ملک عرب کے پچھّم ایک شاخ قریباً وسط شام تک پھیلی ہوئی ہے جو مقام قلزم کے قریب تنگ ہے اور اسی کا نام بحر قلزم ہے۔

البیرونی لکھتا ہے کہ کسی زمانہ میں راجستھان کی جگہ بھی سمندر تھا اور اس سمندر میں گرنے والے دریا اپنا رُخ بدل گئے تو رفتہ رفتہ یہ سمندر سمٹنے لگا اور اب یہ جھیل سانبھر کی صورت میں باقی ہے۔ اس جھیل کا پانی اس قدر نمکین ہے کہ لوگ اسے گرم کر کے نمک بناتے جو سانبھری نمک کے نام سے مشہور ہے۔

البیرونی کا یہ نظریہ بھی صحیح ثابت ہو چکا ہے کہ پنجاب اور سندھ کے میدانوں کی جگہ کسی زمانے میں سمندر ٹھاٹھیں مارا کرتا تھا۔

البیرونی نے بعد تحقیق کہا کہ دن اور رات صرف زمین کے لئے ہیں اور صرف اہل زمین وقت کا شمار دن اور رات سے کرتے ہیں ورنہ ساری کائنات میں وقت کا شمار دن اور رات سے نہیں ہو سکتا۔ قطبین کے طویل دنوں کی حقیقت سے وہ مکمل طور پر باخبر تھا۔ اُس کا یہ کہنا ہے کہ قطب شمالی پر جس قدر طویل دن ہوگا قطب جنوبی پر اس قدر طویل رات ہوگی۔ البیرونی نے یہ بھی کہا کہ قطبین پر سمت کا تعین کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔

البیرونی نے ہندو ماہرین فلکیات کو طول بلد اور عرض بلد معلوم کرنے کے طریقے بتلائے۔ اس نے خود کئی شہروں کے عرض بلد معلوم کئے ہیں۔ اس نے قبلہ معلوم کرنے کا نیا طریق وضع کیا۔ اس نے اپنے تجربات میں اصطرلاب کا فراخدلی سے استعمال کیا۔ اس نے ضلع جہلم کے علاقہ ٹلہ بالا ناتھ میں تجربات کر کے زمین کا قطر اور عرض کی ڈگری معلوم کی تھی۔

البیرونی چاند اور سورج گرہن لگنے کی وجوہات پہلی بار لوگوں کے سامنے رکھیں۔ کشش ثقل کا ذکر کرتے ہوئے بیرونی لکھتا ہے کہ ہر وزن رکھنے والی چیز زمین کے مرکز کی طرف میلان رکھتی اور اگر کوئی روک موجود نہ ہو تو زمین پر گرتی ہے۔ وہ اس کشش کو زمین کی فطرت قرار دیتا ہے۔

البیرونی نے زمین کی تہوں میں ہیروں اور دوسرے قیمتی پتھروں کی پیدائش پر بڑی تحقیق کی تھی اور اپنا نتیجہ فکر ایک کتاب میں پیش کیا۔ وہ قیمتی پتھروں کی ساخت سے بھی آشنا تھا۔

اس نے آرٹی زین کنوؤں کے متعلق جو تحقیق کی تھی وہ صحیح ثابت ہو چکی ہے یعنی یہ کنویں عموماً ایسے پہاڑی علاقوں میں ہوتے ہیں جہاں زیر زمین چٹانیں پانی کو نیچے جانے سے روک لیتی ہیں اور پانی کی سطح بلند ہونا شروع ہو جاتی ہے اور پھر جس نشیبی جگہ پر زمین قدرے نرم ہو، پانی وہاں سے فوارے کی شکل میں پھوٹ نکلتا ہے۔

البیرونی نقشہ سازی میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ جس قسم کا نقشہ بیرونی نے ایک ہزار سال قبل بنایا تھا اس ٹائپ کا نقشہ اقوام متحدہ کے نشان میں بنا ہوا ہے۔ ایسا نقشہ بہت صحیح ہوتا ہے۔ البیرونی معصوم عن الخطا نہیں تھا۔ اس سے بھی غلطیاں سرزد ہوتی تھیں۔ اس نے اپنے تجربات، مشاہدات اور مطالعے کی بنیاد پر جو نظریات قائم کئے تھے وہ جدید تحقیق کے عین مطابق ہیں لیکن جہاں اُس نے ہندوؤں کی روایات کی بنیاد پر کچھ بیان کیا، وہیں غلطی کھائی۔

مکرم مولانا مقبول احمد صاحب قریشی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/جولائی 2008ء میں مکرمہ م۔ن صاحبہ اپنے بھائی مکرم مولانا مقبول احمد قریشی صاحب کا ذکر خیر کرتی ہیں۔

مکرم مقبول احمد قریشی صاحب ابن حضرت محمد اسمٰعیل صاحب معتبرؓ 30 جون 1922ء کو پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی بہت ہونہار، حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے۔ اپنے والد کی خواہش پر جولائی 1946ء میں زندگی وقف کر دی۔ والد چونکہ سرکاری ملازمت کی وجہ سے مختلف مقامات پر تبدیل ہوتے رہتے تھے اس لئے انہوں نے اپنے بچوں (چار بیٹوں اور چار بیٹیوں) کو قادیان میں مکان بنوا دیا۔ مکرم مقبول قریشی صاحب نے بڑا بھائی ہونے کے ناطے سب کی تعلیم و تربیت اور دیگر ضروریات کا خیال رکھا۔ ویسے بھی ہر ایک کی مدد کرنے کی کوشش کرتے۔ بہت سادہ مگر صاف ستھری زندگی بسر کی۔ بہت قانع تھے۔ ضعیف العمر ہونے کے باوجود کسی پر بوجھ بننا پسند نہیں کیا۔ اپنی خواہشات کو بالائے طاق رکھ کر دوسروں کی خوشیوں کا خیال رکھتے اور حسن اخلاق سے دوسروں کا دل موہ لیتے تھے۔

آپ نے مولوی فاضل کرنے کے بعد ایم اے عربی کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں اوّل آ کر سونے کا تمغہ حاصل کیا۔ آپ کو پنجابی، اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی اور فارسی پر عبور حاصل تھا۔

24 جنوری 1948ء کو بطور مبلغ لندن بھیجا گیا جہاں سے 9 دسمبر 1951ء کو واپس ربوہ آئے۔ بطور مبلغ انچارج امریکہ بھی خدمت کی، جامعۃ المبشرین ربوہ کے پرنسپل بھی رہے اور لائبریرین بھی۔ جامعہ احمدیہ میں پروفیسر بھی رہے۔ وکالت تبشیر ربوہ میں بھی کچھ عرصہ کام کیا اور غیر ملکی طلبا کے ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ بھی رہے۔ 1960ء میں آئیوری کوسٹ آزاد ہوا تو آپ کو نومبر 1960ء میں وہاں جانے کا ارشاد ہوا۔ آپ نے نائیجیریا، غانا، سینیگال اور گیمبیا میں کئی ماہ آئیوری کوسٹ کے ویزا کے حصول کی کوششوں میں صرف کئے۔ 1961ء کے آخری مہینوں میں ویزا ملنے پر وہاں چلے گئے اور 21 نومبر 1963ء تک وہاں بطور مبلغ خدمت بجالائے۔ یہاں آپ نے ایک مکان کرایہ پر لیا اور فرانسیسی زبان بھی سیکھی۔ آپ کی واپسی کے وقت مختصر جماعت قائم ہو چکی تھی۔

پیدائشی طور پر آپ کے دل میں سوراخ تھا مگر 85 سال فعال اور نافع الناس زندگی گزاری اور اس عرصہ میں خدمت دین و خدمت خلق کے مواقع بڑی مستعدی سے سرانجام دیئے۔ 24 مئی 2007ء کو وفات پائی۔ بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/جون 2008ء میں مکرم ایس۔اے۔ملک صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

اب کے ملی ہے زندگی اس سے ملا کے رنگ
دیکھوں ہوا کے دوش پہ اس کی نوا کے رنگ
یوں تو ہوئے ہیں اَور بھی پیدا حسیں سخن
گفتارِ یار میں عجب دیکھے خدا کے رنگ
اک حسرت فنا میں مرا جا رہا ہوں میں
دکھلا سکوں اے کاش میں اپنی وفا کے رنگ
قدموں میں تیرے ڈھیر ہیں سب بت غرور کے
تجھ پر نثار کر دیئے اپنی اَنا کے رنگ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 مئی 2008ء میں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کا ایک قطعہ ہدیۂ قارئین ہے۔

جب بھی ہو حضرتِ اقدس کا کوئی سجدہ دراز
فکر ہوتی ہے ہوا کون سا غم اتنا طویل
بھول کر ایسے میں مَیں اپنی مناجاتیں عطا
عرض کرتا ہوں کہ سن ان کی مرے ربِّ جلیل

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

9th July 2010 – 15th July 2010

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273 or fax +44 20 8874 8344

Friday 9th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat
00:50	Insight & Science and Medicine Review
01:25	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 7th April 1998.
02:20	Historic Facts: part 34.
02:55	MTA World News & Khabarnama
03:45	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses. Recorded on 9th November 1994.
04:55	Jalsa Salana UK 2007: opening address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 27th July 2007.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine News Review
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:10	Siraiki Service
09:00	Reply to Allegations: an Urdu programme with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to allegations made against the Jama'at, rec. on 21st April 1994.
10:15	Indonesian Service
11:10	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Live Friday sermon
13:10	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
14:05	Bengali Service
15:00	Real Talk
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Friday Sermon [R]
17:25	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 17th September 2006.
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:10	Friday Sermon [R]
22:20	Food for Thought: diabetes.
22:50	Reply to Allegations [R]

Saturday 10th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:45	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th Apri 1998.
02:45	MTA World News & Khabarnama
03:15	Friday Sermon: rec. on 9th July 2010.
04:25	Rah-e-Huda: interactive talk show answering questions about the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
07:00	Jalsa Salana UK 2007: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, on 28th July 2007.
08:25	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 16th February 1997. Part 1.
09:15	Friday Sermon [R]
10:20	Indonesian Service
11:20	French Service
12:25	Tilawat
12:35	Yassarnal Qur'an
13:05	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 18th January 2004.
16:10	Khabarnama
16:25	Live Rah-e-Huda: interactive talk show.
18:10	MTA World News
18:25	Dars-e-Hadith
18:45	Live Arabic Service
20:45	International Jama'at News
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:30	Rah-e-Huda [R]

Sunday 11th July 2010

00:00	Friday Sermon: rec. on 9th July 2010.
01:10	MTA World News
01:25	Yassarnal Qur'an
01:55	Tilawat
02:05	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 21st April 1998.
03:15	Khabarnama
03:35	Friday Sermon [R]
04:40	Faith Matters
05:40	Wayne Clements Art Class: part 1.
06:00	Tilawat
06:10	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor, recorded on 12th June 2004.
07:05	Faith Matters
08:05	Food for Thought: diabetes.
08:40	Jalsa Salana UK 2007: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 29th July 2007.
10:10	Indonesian Service
11:05	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 25th May 2007.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an: lesson no. 14.
12:50	Bengali Service
13:55	Friday Sermon [R]
15:05	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:30	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
21:30	Food for Thought [R]
22:05	Children's class [R]
23:15	Kuch Yaadain Kuch Baatain

Monday 12th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:40	Tilawat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	International Jama'at News
01:50	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 22nd April 1998.
02:50	MTA World News & Khabarnama
03:25	Friday Sermon: rec. on 9th July 2010.
04:25	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests.
05:20	Kuch Yaadain Kuch Baatain
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & International Jama'at News
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 13th June 2004.
08:00	Seerat-un-Nabi (saw)
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th March 1998.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on 7th May 2010.
10:55	Le Francais C'est Facile: lesson no. 93
11:15	Jalsa Salana Speeches: Muhammad Kareem-Uddin Shahid on Islan and peace.
12:00	Tilawat & International Jama'at News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon: rec. on 3rd July 2009.
15:15	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Khabarnama
16:20	Rah-e-Huda
18:05	Le Francais C'est Facile [R]
18:30	MTA World News
19:00	Arabic Service
20:00	Liqa Ma'al Arab: Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd April 1998.
21:00	International Jama'at News
21:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:40	Jalsa Salana Speeches [R]
23:25	Friday Sermon [R]

Tuesday 13th July 2010

00:30	MTA World News & Khabarnama
01:05	Tilawat, Dars-e-Hadith, Insight & Science and Medicine Review
01:50	Liqa Ma'al Arab: rec. 23rd April 1998.
02:50	Le Francais C'est Facile: lesson no. 93.
03:10	MTA World News & Khabarnama
04:10	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th March 1998.
05:10	Jalsa Salana Qadian 2007: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 31st September 2007.
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat, Insight & Science and Medicine Review
07:05	Bustan-e-Waqfe Nau class with Huzoor recorded on 25th September 2004.
08:05	Question and Answer Session: rec. on 17th April 1999.
09:10	Global Warming
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on 11th September 2009.
12:15	Tilawat, Insight & Science and Medicine Review
13:00	Yassarnal Qur'an: lesson no. 15.
13:15	Bangla Shomprochar
14:15	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 17th September 2006.
15:00	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
16:00	Khabarnama: daily international Urdu news.
16:15	Question and Answer Session [R]
17:15	Yassarnal Qur'an [R]
17:35	Historic Facts: part 35.
18:05	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 9th July 2010.
20:35	Insight & Science and Medicine Review
21:05	Bustan-e-Waqfe Nau class [R]
22:05	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:00	Real Talk: gender mixing.

Wednesday 14th July 2010

00:00	MTA World News & Khabarnama
00:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:05	Yassarnal Qur'an: lesson no. 15.
01:20	Liqa Ma'al Arab: a sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 28th April 1998.
02:20	Learning Arabic: lesson no. 13.
02:55	MTA World News & Khabarnama
03:25	Global Warming
04:15	Question and Answer Session: rec. on 17th April 1999.
05:20	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 17th September 2006.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Land of the Long White Cloud
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 29th February 2004.
08:05	An Introduction to Ahmadiyyat
09:05	Question and Answer Session: rec. on 15th February 1998.
10:00	Indonesian Service
11:10	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an: lesson no. 16.
12:50	From the Archives: Friday sermon delivered on 12th April 1985 by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra).
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Jalsa Salana Canada 2008: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 28th June 2008 from the ladies Jalsa Gah.
16:00	Khabarnama
16:15	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
17:20	Question and Answer Session [R]
18:05	MTA World News
18:20	Arabic Service
19:20	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th May 1998.
20:20	An Introduction to Ahmadiyyat [R]
21:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:20	Jalsa Salana Canada 2008 [R]
23:10	From the Archives [R]

Thursday 15th July 2010

00:30	MTA World News
00:45	Tilawat
00:55	Yassarnal Qur'an: lesson no. 16.
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th May 1998.
02:15	MTA World News
02:30	An Introduction to Ahmadiyyat
03:25	From the Archives: rec. on 12th April 1985.
04:40	Land of the Long White Cloud
05:10	Jalsa Salana Canada 2008: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 28th June 2008 from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	MTA Variety
07:00	Children's class with Huzoor, recorded on 11th October 2003.
08:05	Faith Matters: part 37.
09:10	English Mulaqat: English question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra), rec. on 5th February 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
11:45	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an: lesson no. 17.
13:00	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 9th July 2010.
14:00	Jalsa Salana Canada 2008: concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
14:55	Tarjamatul Qur'an Class: an in-depth explanation of Qur'anic verses.
16:00	Khabarnama
16:25	Yassarnal Qur'an [R]
16:50	English Mulaqat [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:30	Faith Matters [R]
21:40	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:55	Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 | Friday 02 July , 2010 | Issue No. 27

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور از صفحہ 12

بغاوت میں شامل ہوئے ہوں۔ ذاتی رابطوں سے اپنے تعلقات کو وسیع کریں۔ اپنے گھروں میں نہ بیٹھے رہیں۔ جن کو زبان آتی ہے وہ اپنے اردگرد ماحول میں شرفاء سے رابطے کریں اور تبلیغی میدان کو وسیع کریں۔ اور جنہیں صحیح طرح سے زبان نہیں آتی وہ کوئی لٹریچر لے کر تقسیم کرنا شروع کردیں۔ بہرحال جماعت کے ہر فرد کو اس کام میں اپنے آپ کو ڈالنا ہوگا تبھی آپ کی تھوڑی تعداد بھی مؤثر کردار ادا کرسکتی ہے۔

حضور نے یورپ میں پردہ کے خلاف سازشوں کی بھی نشاندہی فرمائی کہ یہ ایشو بھی اسلام کو بدنام کرنے کیلئے اٹھایا گیا ہے۔ حضور نے احمدی بچیوں اور عورتوں کو ایک مہم کی صورت میں اخباروں میں مضامین اور خطوط لکھنے کی تحریک فرمائی اور اس بارہ میں انگلستان اور جرمنی کی لجنات کے کام کی تعریف کی۔

فرمایا: پردہ عورت کی عزت کیلئے ہے۔ عورت کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی عزت اور وقار کو قائم رکھنا چاہتی ہے۔ پس یہ کوئی جبر نہیں ہے کہ عورت کو پردہ پہنایا جاتا ہے یا حجاب کا کہا جاتا ہے۔ فرمایا: میں ان احمدی لڑکیوں کو بھی کہتا ہوں جو کسی قسم کے Complex میں مبتلا ہیں کہ اگر دنیا کی باتوں سے گھبرا کر یا فیشن کی رَو میں بہہ کر انہوں نے اپنے حجاب اور پردے اتار دیئے تو پھر آپ کی عزتوں کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہو گی۔ آپ کی عزت دین کی عزت کے ساتھ ہے۔

حضور نے پردہ کی حفاظت کرنے والی ایک احمدی بچی کا یہ واقعہ بھی سنایا کہ اسے اس کے Boss نے ایک مہینہ کا نوٹس دیا کہ اگر تم اس کے بعد دفتر میں حجاب لے کر آئی تو کام سے فارغ کر دیا جائے گا۔ اس بچی نے دعا کی کہ اے اللہ! میں تو تیرے حکم کے مطابق یہ کام کر رہی ہوں اور تیرے دین پر عمل کرتے ہوئے پردہ کر رہی ہوں۔ اس لئے کوئی صورت نکال اور اگر یہ ملازمت میرے لئے اچھی نہیں تو پھر کوئی اور بہتر انتظام کر دے۔ ایک مہینہ تک وہ افسر اس بچی کو تنگ کرتا رہا اور یہ دعا کرتی رہی۔ آخر ایک ماہ کے بعد یہ بچی تو اپنے کام پر قائم رہی لیکن اس افسر کو اس کے بالا افسر نے اس کی کسی غلطی کی وجہ سے فارغ کر دیا یا دوسری جگہ بھجوا دیا اور اس طرح اس کی جان چھوٹی۔ تو اگر نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

حضور انور نے شرائطِ بیعت کی اس آخری شرط کی بھی وضاحت فرمائی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "مجھ سے اطاعت اور تعلق سب دنیاوی رشتوں سے زیادہ ہو۔" فرمایا ہر ایک کو اس پہلو سے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہمارے رشتے، ہماری عزیزداریاں، ہمارے تعلقات، ہماری قرابت داریاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق میں حائل تو نہیں ہو رہے۔

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ یعنی اور وہ لوگ جنہوں نے تیری پیروی کی انہیں ان لوگوں پر جنہوں نے تیرا انکار کیا قیامت تک غالب رکھوں گا، پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دو تین دفعہ ہوا۔ اس میں جو مخالفوں اور منکروں پر غلبہ کا ذکر ہے یہ اسی کے حق میں پورا ہوگا جو آپ کے حقیقی متبعین میں داخل ہوگا۔ آپ کی اطاعت میں فنا ہوگا اور آپ کے نقشِ قدم پر چلے گا۔

حضور نے آخر پر پھر جماعتی نظام اور تمام ذیلی تنظیموں کو اپنے دائرے میں فعال تربیتی پروگرام بنانے کی ضرورت پر زور دیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ کے ان ارشادات کو سننے کیلئے سوئیٹزرلینڈ کی جماعتوں کے علاوہ اٹلی اور جرمنی سے بھی احباب کثیر تعداد میں تشریف لائے اور اس طرح ایک ہزار سے زائد افراد نے حضور انور کی اقتداء میں نماز جمعہ اور عصر ادا کیں۔

اجتماعی بیعت

نمازوں کے معاً بعد اجتماعی بیعت کا پروگرام تھا جس میں گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران تحریراً بیعت کرنے والے نومبائعین نے حضور انور ایدہ اللہ کے دست مبارک کے نیچے اپنے ہاتھ رکھ کر حضور کی دستی بیعت کی۔ ان نومبائعین میں مکرم نور الدین صاحب (اٹالین)، مکرم عطاء الحق صاحب (البانین)، مکرم محمد بیکم صاحب اور مکرم حمود احمد صاحب (آف مراکش) شامل تھے۔ اس موقعہ پر سوِس، عرب، اٹالین، البانین، ترک اور پاکستانی حاضرین ایک دوسرے کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ایک لڑی میں پروئے جانے کی طرح حضور انور ایدہ اللہ سے جڑ گئے اور بیعت میں شریک ہوئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے عہد بیعت کے الفاظ اردو میں دہرائے۔ ساتھ کے ساتھ جرمن زبان میں ان کا ترجمہ دہرانے کی سعادت مکرم صداقت احمد صاحب (مربی سلسلہ سوئیٹزرلینڈ) کو نصیب ہوئی۔ بیعت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے تمام نومبائعین کی استقامت اور ان کی دینی، روحانی اور اخلاقی ترقی کیلئے دعا کروائی۔ پھر آپ نے اٹالین نو احمدی مکرم نور الدین صاحب سے بعض سوالات دریافت فرمائے۔ اس موقعہ پر محترم مربی صاحب نے ان کا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ انہوں نے فرنچ سے اٹالین میں دو کتابوں کا ترجمہ کیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ترجمہ کی طرف توجہ دلائی تو انہوں نے بتایا کہ وہ کتاب "مسیح ہندوستان میں" کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ یہ دوست لوگانو شہر میں رہتے ہیں جو کہ سوئیٹزرلینڈ کے اندر اٹالین بولنے والے علاقے کا ایک شہر ہے اور وہاں کسی کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ سوئیٹزرلینڈ میں خلافت خامسہ کے مبارک دور میں ہونے والی یہ پہلی اجتماعی بیعت تھی۔ بارک اللہ لھم۔

بیعت کے بعد لجنہ اماء اللہ کی درخواست پر حضور انور ایدہ اللہ سیدھے لجنہ مارکی کی طرف تشریف لے گئے لیکن رستہ میں جب آپ کی نظر ایم۔ٹی۔اے کے کارکن مکرم منیر عودہ صاحب پر پڑی تو حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ Live Streaming ٹھیک ہوگئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ بس ٹھیک ہی تھی تو حضور نے فرمایا کہ ٹھیک تھی تو کافی ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ پیغام پہنچنا چاہئیے۔ اس کے بعد حضور انور جونہی لجنہ مارکی میں داخل ہوئے تو تمام لجنہ و ناصرات پروانوں کی طرح شمع نور خلافت کی طرف اُمڈ آئیں اور حضور کے اردگرد کھڑے ہو کر کورس کی شکل میں نغمے، ترانے اور نظمیں پڑھنے لگیں جن میں سے چند اشعار نمونۃً یہاں پیش کرتا ہوں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

جی آیاں نوں جی آیاں نوں
سو بسم اللہ جی آیاں نوں
جی آیاں نوں جی آیاں نوں

میرے حضور حضرتِ مسرور زندہ باد
حق نے کیا ہے آپ کو معمور زندہ باد
اُس یار بے مثال کا دیدار ہو نصیب
ذوقِ دعا و لذتِ گفتار ہو نصیب
اس کی رضا نصیب ہو اور پیار ہو نصیب

نظر نظر میں لئے جان و دل کے نذرانے
طوافِ شمع کو پھر آگئے ہیں پروانے

تیری قرب و رضا جو پا بیٹھے
گویا دارالاماں میں آبیٹھے
اُس پہ نظرِ کرم پڑے جو بھی
خاکساری میں سر جھکا بیٹھے
تیری محفل میں بیٹھنے والا
دولتِ دو جہاں کما بیٹھے

لجنہ کی مارکی میں کچھ دیر گزارنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ، حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے ساتھ (جو کہ پہلے سے لجنہ مارکی میں موجود تھیں) بچوں کی ماؤں والی مارکی کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں موجود چھوٹے چھوٹے بچوں کو پیار کیا۔ حضور نے کسی بچے کے سر پر دست شفقت رکھا تو کسی کے گالوں کو پیار سے سہلایا اور دل ہی دل میں احمدیت کے ان نونہالوں کیلئے دعائیں کرتے رہے اور ان میں خوشیاں بکھیرتے اور برکتیں نچھاور کرتے رہے۔ حضور کی ان شفقتوں اور احسانات پر بچوں کی مائیں جس طرح واری واری جا رہی تھیں اور خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں اس کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان میں سے ہر ایک کا دل خدا کے حضور سجدہ شکر بجا لاتے ہوئے جھکا ہوا ہے۔ اللہ سب احمدی ماؤں کو اپنے بچوں کی طرف سے ہمیشہ آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرماتا رہے۔ (آمین)

(باقی آئندہ)

سیدنا بلال رضؓ فنڈ

احمدیت کیلئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والوں کے خاندانوں کی کفالت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 14 مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں ایک فنڈ کا اعلان فرمایا۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں جماعت کو یہ بھی تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچوں کا کیا بنے گا۔ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچے یتیم نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل وعیال کو اور ان کے حقوق کو بھول جائے۔ ایسی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔

اس فنڈ کی عظمت اور اس کی اہمیت کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔ اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو نصائح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے، ادنیٰ سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جس کو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔ اس اعلان کے ایک روز بعد یعنی 15 مارچ 1986ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس تحریک کو ''سیدنا بلالؓ فنڈ'' کا نام عطا فرمایا۔ اس فنڈ میں چندہ کی ادائیگی کرنے والے احباب کے ناموں کی فہرست دعا کیلئے ہر ماہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

(سیدنا بلال فنڈ کمیٹی)